یداللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی
لا جماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی
بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی

جماعت اہلحدیث کا خصوصی ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ
حافظ عاصم اعراف روپڑی

جلد 56 | جمعۃ المبارک | 16 ربیع الاول 1433ھ 10 تا 16 فروری 12 | شمارہ 6 | فون 7656730 | فیکس 7659847

توبہ کی شناخت

توبہ کرنے والے شخص کی توبہ چار چیزوں سے پہچانی جاسکتی ہے۔

1۔ فضولیات، غیبت، چغلی اور جھوٹ سے زبان کی حفاظت کرتا ہو۔

2۔ کسی کے خلاف دل میں حسد، بغض و عداوت نہ رکھتا ہو۔

3۔ بری مجالس سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہو۔ کیونکہ برے لوگ بری عادتیں پیدا کرتے ہیں اور توبہ میں رخنہ ڈال کر اسے توڑ دیتے ہیں جبکہ توبہ اسی وقت مکمل ہوتی ہے جب توبہ کی طرف راغب کرنے والی عادات پر ہمیشگی کی جائے اور ان محرکات پر عمل کیا جائے جو خوف ورجا میں تقویت پیدا کرتے ہیں۔ اس طرح تائب شخص کے دل پر گناہوں سے لگنے والی گرہ کھل جاتی ہے اور وہ اپنے عزم مصمم کو مزید پختہ اور مستحکم بنالیتا ہے کہ آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔

4۔ چوتھی یہ ہے کہ تائب شخص ہر وقت موت کے انتظار میں رہتا ہوا گناہوں پر نادم رہے، اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے اور اس کی فرمانبرداری پر ہمیشہ مستعد رہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کرنے (آئندہ گناہوں سے بچنے) کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.com

ابوعکاشہ عبداللطیف حلیم

کسی کے پیچھے دعا کرنے کی فضیلت

وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَقُوْلُ :دَعْوَۃُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ مُسْتَجَابَۃٌ عِنْدَ رَاْسِہٖ مَلَکٌ مُوَکَّلٌ کُلَّمَا دَعَالِاَخِیْہِ بِخَیْرٍ قَالَ الْمَلَکُ الْمُوَکَّلُ بِہٖ اٰمِیْنَ. وَلَکَ بِمِثْلٍ .[صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء باب فضل الدعا للمسلمین بظھر الغیب حدیث :۲۷۳۳]

سیدنا ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان آدمی کی اپنے (مسلمان) بھائی کے لیے پیٹھ پیچھے دعا مقبول ہوتی ہے اس کے سرہانے ایک فرشتہ مقرر ہے وہ جب بھی اپنے بھائی کے لیے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو اس پر مقرر فرشتہ کہتا ہے آمین ۔اے اللہ اس کی دعا قبول فرما اور تیرے لیے بھی اس کی مثل ہو رسول معظم ﷺ کی اس حدیث سے کئی باتیں واضح ہوتی ہیں ۔

اولاً:مسلمان آدمی کی دعا دوسرے مسلمان کے لیے قبول ہوتی ہے ۔ثانیاً:اگر کوئی مسلمان اپنے کسی دوسرے مسلمان بھائی کے لیے دعا کرے تو اس کے پاس اللہ رب العزت کی طرف سے فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے ۔

ثالثاً:کسی کے لیے کی جانے والی دعا کتنی مبارک ہے کہ کرنے والے کے پاس فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے ۔

رابعاً:وہ فرشتہ اس دعا کرنے والے کے لیے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ تو اسے بھی وہی عطا فرما دے جو یہ اپنے بھائی کے لیے مانگ رہا ہے ۔ خامساً:دعا کرنے والے کو کتنا فائدہ ہے ایک تو اس کی دعا دوسرے کے حق میں قبول ہوتی ہے دوسرا فرشتہ اس کے لیے دعا کرتا ہے ۔

سادساً:اللہ رب العزت کتنا مہربان ہے جو لمحات کوئی مسلمان کسی کے لیے دعا کرتے ہوئے گزارے اللہ رب العزت اس کے وہ لمحات رائیگاں نہیں جانے دیتا ۔سبحان اللہ قرآن مجید میں مختلف مقامات پر اس کی ترغیب دلائی گئی ہے ۔وَالَّذِیْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَاالَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ .[الحشر :۱۰] ’’اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئے وہ کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ۔‘‘ ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلِلْمُؤْمِنَاتِ .[محمد :۱۹]

’’اور اپنے گناہ کی بخشش مانگ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لیے ۔‘‘

ان آیات میں دوسروں کے لیے پیٹھ پیچھے مغفرت مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے ۔جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی کی غیر موجودگی میں دعا کرنے کی کتنی فضیلت ہے ۔

اللہ رب العزت ہمیں بھی یہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین

جماعت اہلحدیث کا ترجمان

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 56 ☆ شمارہ 6
16 ربیع الاول ☆ 1433ھ
10 فروری ☆ 2012ء
C.P.L - 104

فون: 7670968 / 7656730 فیکس: 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی

مدیر: پروفیسر میاں عبدالمجید

مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی

معاون مدیر : حافظ عبدالجبار مدنی

نائب مدیر انتظامی : مولانا عبداللطیف حلیم

منیجر: شہادت طور

0300-4583187

کمپوزنگ/ڈیزائننگ :وقار عظیم بھٹی

0300-4184081

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ النساء	6
صحیح حدیث پر عمل......	8
ارکان اسلام	12
انشورنس کس لیے؟	16
تابناک اور پہلودار شخصیت	17

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے

سالانہ - 300 روپے

بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث"، رحمٰن گلی نمبر 5

چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

پروفیسر میاں عبدالمجید

دفاع پاکستان کانفرنس ملتان...... ہندو پریس اور رحمٰن ملک کا واویلا

کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا سمیع الحق نے مطالبہ کیا کہ ڈرون حملے فی الفور بند کرائے جائیں۔ نیٹو سپلائی مستقل طور پر بند رکھی جائے، انہوں نے کہا قبائلی بھائیوں کے خون کا سودا کسی کو نہیں کرنے دیا جائے گا۔ جنرل حمید گل نے آگاہ کیا کہ امریکہ افغانستان میں شکست کھا چکا ہے اب اپنی خفت مٹانے کے لیے امریکہ، انڈیا اور اسرائیل مل کر پاکستان کو تباہ کرنا چاہتے ہیں، انہوں نے کہا کہ بھارت نے ہمارے دریاؤں کا پانی روک کر ہمارے لہلہاتے کھیتوں کو ویران کر دیا ہے اس سے یہ پانی ہمیں چھیننا ہوگا۔ عوامی مسلم لیگ کے سربراہ شیخ رشید احمد نے اسلامی نظام کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ موجودہ حکومت کو قرار دیتے ہوئے کہا جب عوام چوروں ڈاکوؤں کو ووٹ دیں گے تو اسلامی نظام کیسے آئے گا، مسلم لیگ (ض) کے سربراہ اعجاز الحق نے کہا کہ امریکہ پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو تباہ کرنا چاہتا ہے، انہوں نے نیٹو سپلائی کی بحالی کے مضر اثرات سے آگاہ کیا جب سٹیج پر ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کو دعوت خطاب دی گئی تو انہوں نے اعلان کیا کہ ہم چونکہ میزبان جماعت ہیں اس لیے میں اپنا ٹائم مہمان جماعتوں کو دیتا ہوں سٹیج سے جب حافظ محمد سعید امیر جماعۃ الدعوۃ کو خطاب کے لیے پکارا گیا تو حاضرین کا جوش قابل دید تھا، فضا نعروں سے مسلسل گونج رہی تھی فضا میں کلمہ طیبہ والے جماعۃ الدعوۃ کے پرچم غباروں سے باندھ کر معلق کیے گئے تو یہ عجیب سماں پیدا کر رہے تھے عوام کا جوش وخروش تھمنے میں نہیں آ رہا تھا یوں محسوس ہوتا تھا کہ کانفرنس کی روح رواں ان کے سامنے سٹیج پر موجود ہے، حضرت حافظ صاحب مدظلہ اب ایک فرد نہیں بلکہ ایک تحریک ایک فکر اور ایک جذبے کا نام ہے جب سے دفاع پاکستان کانفرنسز شروع ہوئی ہیں، ہندوستان وزراء اور پریس حافظ محمد سعید کا نام لے کر یوں واویلا کر رہا ہے گویا حافظ صاحب عوام کو ہندوستان پر حملے کے لیے تیار کر رہے ہیں۔ ''دی ہندو'' تو مسلسل دہائیاں دے رہا ہے اور حکومت پاکستان کو بھی موردِ الزام ٹھہرایا ہے کہ اس نے حافظ محمد سعید کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے اور وہ انڈیا سے انتقام اور جنگ کا کھلم کھلا اعلان کر رہے ہیں۔ ''دی ہندو'' نے تو پاکستان میں حافظ محمد سعید کی مقبولیت سے بوکھلا کر لکھا ہے، پاکستان میں ہیرو کا مقام رکھنے والے حافظ محمد سعید پاکستانیوں کو شدت پسندی کی طرف لانے میں سرگرم ہیں اور کچھ جرنیل بھی ان کا ساتھ دے رہے ہیں شائد یہ ہندوستانی واویلے کا کمال ہے کہ ملتان میں انٹرنیشنل پریس کے علاوہ کئی مغربی ممالک کا سفارتی عملہ بھی اس کانفرنس میں مقررین کے خیالات براہِ راست سننے کے لیے موجود تھا حضرت حافظ صاحب نے مجاہدانہ للکار میں حکمرانوں سے کہا کہ اگر تم نے پارلیمنٹ کی قومی سلامتی کمیٹی کی سفارشات کی آڑ میں نیٹو سپلائی بحال کرنے کی کوشش کی تو یہ جھنڈے، ڈنڈے اور بندے وہاں پہنچ کر اس سپلائی

کو روکیں گے، انہوں نے مطالبہ کیا کہ حکومت امریکہ جنگ کا حصہ بننے کی بجائے فوری طور پر اس جنگ سے علیحدہ ہو اور دفاع پاکستان کی فکر کرے، انہوں نے کہا کہ امریکہ افغانستان سے بھاگ رہا ہے اور وہ افغانستان کا کنٹرول بھارت کو دینا چاہتا ہے ہم امریکی سازش کو ناکام بنائیں گے ابھی بھارت سے ہم نے مشرقی پاکستان کی علیحدگی سمجھوتہ ایکسپریس پر حملہ اور کشمیریوں پر مظالم کا بدلہ لینا ہے انہوں نے نعروں کی گونج میں اعلان کیا کہ کشمیر کی آزادی تک جہاد جاری رہے گا۔ حافظ محمد سعید کے خلاف ہندوستانی پریس ہی نہیں امریکی پریس بھی برابر واویلا کر رہا ہے CBSNEOWS نے ملتان کانفرنس کے اگلے روز ہی لکھا کہ پاکستان میں امریکہ کے دشمن منظم ہو رہے ہیں ان میں سب سے نمایاں حافظ محمد سعید ہیں جو ممبئی حملوں میں ملوث رہے ہیں لیکن پاکستان عدالتوں نے انہیں بری کر دیا ہے، ادھر قومی اسمبلی میں بعض ارکان نے دفاع پاکستان کونسل کی سرگرمیوں پر احتجاج کیا ہے، مسلم لیگ (ق) کے شیخ وقاص اور صاحبزادہ فضل کریم نے کہا کہ کالعدم تنظیمیں نام بدل کر دفاع پاکستان کونسل کے نام سے جلسے کر رہے ہیں، صاحبزادہ نے اظہار ناراضگی کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں مینار پاکستان پر جلسہ نہیں کرنے دیا گیا اور دفاع پاکستان کونسل کو اجازت دی گئی، انہوں نے دفاع پاکستان کونسل میں شامل جماعتوں کو اور بھی بہت کچھ کہا۔ ہم صاحبزادہ کی خدمت میں اس کے سوا اور کچھ بھی عرض نہیں کریں گے کہ امریکی سفیر کے ساتھ لین دین کا معاملہ صرف کر لیں کیونکہ انہوں نے سفارتی آداب کو بھی بالائے طاق رکھتے ہوئے تمہاری کچی مٹی کی ہانڈی چوراہے میں پھوڑی ہے۔ ابھی تو انہوں نے اور بھی آپ جیسے کئی صاحبزادگان سے حساب لینا ہے آخر ملتان کے دربار شمس سبزواری اور پاکپتن کے مزار کی مکمل تزئین و آرائش بھی تو امریکی خرچے پر ہوئی ہے۔ رحمٰن ملک نے دفاع پاکستان کونسل کو براہ راست تو نشانہ نہیں بنایا البتہ یہ فرمایا کہ کالعدم تنظیم جس علاقے میں جلسہ کرے گی اس علاقے کے ایس ایچ او کو معطل کیا جائے گا۔

محترم وزیر داخلہ! دفاع پاکستان کونسل کا ایجنڈا بہت مختصر ہے کہ امریکہ پاکستان پر ڈرون حملے بند کرے، نیٹو افواج کو سپلائی حکومت پاکستان نے بند کی ہے اسے مستقل بند رکھا جائے۔ ہندوستان کو پسندیدہ ملک قرار نہ دیا جائے، امریکہ نے سلالہ چیک پوسٹ پر حملہ کر کے ہمارے 24 جوان شہید کئے ہیں آئندہ کے لیے امریکہ کو وارننگ دی جائے اس میں کون سا نکتہ ہے جس پر آپ کو یا آپ کی حکومت کو کوئی اعتراض ہے، آپ کو تو دفاع پاکستان کونسل کے اکابرین کو شکریہ کا خط لکھنا چاہیے تھا کہ دفاع وطن میں نہ صرف یہ لوگ اپنی افواج کی پشت پر کھڑے ہیں بلکہ عوام میں دفاع پاکستان کے حوالے سے بیداری کی لہر پیدا کر رہے ہیں جس شہر میں یہ کانفرنس عوام کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ان کے استقبال کے لیے موجود ہوتا ہے، اس کونسل کا صرف ایک نکاتی ایجنڈا ہے کہ ”وطن عزیز کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت“ آپ ان دیوانوں کا راستہ روک کر کسی کی خدمت کرنا چاہتے ہیں اور آپ ان کا راستہ روک بھی نہیں سکتے، یہ کونسل جلسے کا اعلان کرتی ہے شہر اور جلسہ گاہ انتخاب کرتی ہے اور جلسہ کرتی ہے اسے نہ تم سے اجازت کی ضرورت ہے اور نہ ہی تم اس کا راستہ روک سکتے ہو۔

ویرانوں کے رستے بند نہ کرنا

گریبانوں کے ڈھیر لگ جائیں گے گلیوں میں

جس ہندوستان نے آج تک پاکستان کے وجود کو تسلیم نہیں کیا اسے دولخت کیا ایک لاکھ کے قریب کشمیری مسلمانوں کو شہید کیا، آج بھی انڈیا کی سات لاکھ فوج مقبوضہ کشمیر میں ظلم و ستم کا بازار گرم کیے ہوئے ہے حکومت آخر اس ہندوستان پر کیوں فریفتہ ہو رہی ہے، ادھر امریکہ نہ صرف ہمارے ایٹمی پروگرام کا دشمن ہے بلکہ وہ اسرائیل اور انڈیا کے ساتھ مل کر ہمارے وجود کو ختم کرنا چاہتا ہے اس کی غلامی کا طوق گلے سے اتارنے میں کیا امر مانع ہے؟ یہ اعلان کرنے میں کیا تکلیف ہے کہ امریکہ بہادر! اپنی لڑائی آپ لڑو تمہیں دفاع پاکستان سے یہی خوف ہے کہ یہ امریکہ فدویت کے بدلے تمہیں ڈالر لینے میں رکاوٹ بنتی ہے

یاد رکھو! دفاع پاکستان کا سیل رواں اپنے اکابرین کی قیادت میں رواں دواں ہے اب اس کے آگے بند باندھنے کی کوشش ایک حماقت کے سوا کچھ بھی نہیں ہوگی، ابھی تو صرف کانفرنسیں ہوئی ہیں کہ ہندوستان اور امریکہ کے ساتھ ساتھ ہمارے رحمٰن ملک کی بھی سانس پھولی ہوئی ہے، ابھی یہ کانفرنس کراچی میں ہوگی اور جس شہر میں کانفرنس منعقد ہوتی ہے، حاضری کے اعتبار سے پچھلے سارے ریکارڈ ٹوٹ جاتے ہیں، اب ہندوستانی پریس اندرون ملک بیرون ملک سے پیسے لینے کا الزام لگاتا ہے، ہذیانی کیفیت میں انڈیا جو چاہے کہتا رہے حکومت پاکستان سے مؤدبانہ التماس ہے کہ رحمٰن ملک کو ہوش و حواس قائم رکھنے والی کوئی دوا ضرور دے، شاید حکومت کو یہ خوف لاحق ہے کہ عوام کے سیل رواں کا رخ اگر حکومتی کرپشن کی طرف ہو گیا تو ایوان صدر اور ایوان وزیر اعظم کی دیواریں ریت کی ثابت ہوں گی۔ بات ہو رہی تھی تقاریر کی، قاری محمد یعقوب شیخ نے پنجاب اسمبلی کی طرف سے پاس کی گئی تعلیمی اداروں سے موسیقی کی قرارداد پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا ہم اپنی بچیوں کو سرکاری سرپرستی میں ناچ گانے کی تربیت نہیں دیں گے یہ اسلام اور پاکستان دشمنی کی انتہاء ہے۔ حافظ عبدالرحمٰن مکی نے قرآن وحدیث کے حوالے سے بیان فرمایا کہ ہماری فوز و فلاح کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ جہاد فی سبیل اللہ، میزبان جماعت تنظیم اہلسنت والجماعت کے امیر مولانا محمد احمد لدھیانوی نے سٹیج پر آ کر پاکستان کے حق میں جب نعرے لگوائے ’دل دل پاکستان‘ سامعین نے کھڑے ہو کر ’جان جان پاکستان‘ بڑے جوش و خروش سے نعرے کا جواب دیا، گویا حاضرین کے جذبات بے قابو ہو رہے تھے، سامعین بار بار ہاتھ اٹھا کر دفاع پاکستان کے لیے اپنا تن، من، دھن قربان کرنے کا اعلان کر رہے تھے، یوں مغرب کی اذان سے چند لمحے قبل یہ ایمان افروز کانفرنس اپنے اختتام کو پہنچی۔

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

مختلف سوالات اوران کے جوابات

1۔سوال: کیا صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز ہو جاتی ہے؟ اگر نہیں تو کیا کرے؟ 2۔سوال: دوران خطبہ آنے والا دو رکعت پڑھ کر بیٹھے یا اسیطرح ہی خطبہ سنے؟ 3۔سوال: دعاء استفتاح کے بعد تعوذ اونچی آواز سے بھی پڑھا جا سکتا ہے یا نہیں؟ تعوذ ہر رکعت میں پڑھا جائے گا یا صرف پہلی رکعت میں؟ سائل: تنظیم اہلحدیث

1۔جواب: حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے اسے نماز لوٹانے کا حکم دیا۔
[صحیح ابوداود کتاب باب الرجل یصلی وحدہ خلف الصف ص ۱۲۲،رقم الحدیث :۶۸۲]

علی بن شہبان کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔آپ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ اکیلا صف کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے ۔آپ نے فرمایا تھا"لاصلٰوۃ للذی خلف الصف" ''صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہیں ہوتی'' [ابن ماجہ کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ فیھا صلاۃ الرجل یصلی خلف الصف وحدہ ص ۱۸۲،رقم الحدیث :۱۰۰۴]

یہ روایات بتلاتی ہیں کہ صف کے پیچھے اکیلے آدمی کی نماز نہیں ہوتی اگر کسی دوسرے آدمی کے آنے کی امید ہو تو اس کا انتظار کر لیں اگر نہیں تو یہ درمیان صف سے آدمی کھینچ لے۔کیونکہ آدمی کو کھینچنے کا تعلق اجتہاد سے ہے۔اسی لیے علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے۔جب دو نماز با جماعت نماز ادا کریں تو امام بائیں اور مقتدی دائیں جانب کھڑا ہوگا جب تیسرا آدمی آجائے وہ مقتدی کو پیچھے کھینچ لے گا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو نماز میں اپنی دائیں جانب کھڑا کیا دوسرا آدمی آیا وہ آپکے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ نے ان دونوں کو دھکیل کر پیچھے کر دیا۔[مسلم کتاب الزھد باب حدیث جابر الطویل ص ۱۱۹،ج ۹ رقم الحدیث : ۳۰۱۰]

اس روایت سے دوران نماز آدمی کھینچنا تو ثابت ہو گیا ہے اب وہ کہاں سے کھینچے گا تا کہ صف بندی میں بھی نہ نقص آئے۔اسے چاہیے کہ درمیان سے آدمی کھینچے اور پھر دونوں اطراف سے صف میں کھڑے ہونے والے اس خلا کو پُر کریں۔جس سے ہر نمازی کو معمولی حرکت کرنی پڑے گی اور صف بندی میں بھی فرق نہیں آئے گا۔کیونکہ آپ کا فرمان ہے: "وَسِّطُوا الْاِمَامَ وَسُدُّوا الْخَلَلَ" ''تم امام کو درمیان میں رکھو اور خلا پُر کرو'' [ابوداود کتاب الصلاۃ باب مقام الامام من الصف ص ۲۲۱،رقم الحدیث ۶۸۱]

کیونکہ اس طرح کرنے سے صف منقطع نہیں ہوتی بلکہ صف کی دونوں طرف تھوڑی تھوڑی جگہ بچ جاتی ہے۔جس سے صف بندی میں کوئی نقص نہیں آتا اور اس طرح "مَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللّٰهَ" جس نے صف کو ملایا اللہ تعالیٰ اس کو ملائیں گے جس نے صف بندی کو توڑا اللہ تعالیٰ اسے توڑیں گے اس کی مخالفت بھی نہیں ہوتی اور یہ حدیث اس معنی پر محمول ہوگی کہ صف بندی کرتے وقت صفوں کا آپس میں ملے ہونے چاہیے۔

2۔جواب: دوران خطبہ آنے والے کو دو رکعت پڑھ کر بیٹھنا چاہیے۔

حدیث میں ہے حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں:"دَخَلَ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالنَّبِيّ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةُ فَقَالَ اَصَلَّيْتَ قَالَ لاَ قَالَ قُمْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ" ''ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا اور وہ بیٹھ گیا رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے آپ نے اس سے پوچھا کیا تو نے نماز پڑھی ہے اس نے کہا نہیں آپ نے فرمایا کھڑا ہو کر دو رکعت نماز ادا کر۔'' [بخاری کتاب الجمعۃ باب من جاء والامام یخطب صلی رکعتین خفیفین ج ۱،ص ۳۱۵،رقم الحدیث:۸۸۹]

3۔جواب: نماز میں تعوذ کا مقام دعاء استفتاح کے بعد ہے۔حدیث میں ہے:"كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ ثُمَّ يَقُوْلُ لاَاِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ ثَلاَثًا ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا ثَلاَثًا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ"

''رسول اللہ ﷺ جب رات کو نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے پھر دعاء استفتاح پڑھتے پھر تعوذ پڑھتے۔'' حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے ہی ''الحمد للہ رب العالمین'' سے قرأۃ شروع کر دیتے۔
[مسلم کتاب المساجد باب یقال بین تکبیر الاحرام والقرأۃ ج ۱،ص ۴۱۹،رقم الحدیث ۱۴۸]

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ تعوذ کا مقام پہلی رکعت میں دعاء استفتاء کے بعد اور بسم اللہ سے پہلے ہے اور دوسری رکعتوں میں تعوذ نہیں پڑھا جائے گا

سید قطب شہید اپنی مایہ ناز کتاب فقہ السنۃ میں فرماتے ہیں ''وَيُسَنُّ الْاِتْيَانُ بِهَا سِرًّا'' ''تعوذ کا آہستہ پڑھنا ہی مسنون ہے'' اس بات پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔[فقہ السنۃ ج ۱ ص ۱۷۵] فقط

☆..........☆..........☆

تفسیر سورۃ النسآء

(قسط نمبر 14) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القریٰ مکہ مکرمہ)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ٥

"اے ایمان والو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم زبردستی عورتوں کے وارث بن جاؤ اور نہ ہی انہیں اس لیے روکے رکھو کہ جو مال (حق مہر وغیرہ) تم انہیں دے چکے ہو اس کا کچھ حصہ (واپس) لو سوائے اس کے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں اور انکے ساتھ خوش اسلوبی سے گزر بسر کرو اگر وہ (تمہاری بیویاں) تمہیں ناپسند ہوں تو ہوسکتا ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ نے اس میں (تمہارے لیے) بہت بھلائی رکھ دی ہو"

<u>مشکل الفاظ کے معانی:</u> تَرِثُوا النِّسَآءَ: عورتوں کے وارث بن جاؤ۔

كَرْهًا: زبردستی۔ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ: نہ انہیں روکے رکھو۔

عَاشِرُوْهُنَّ: ان سے رہن سہن کرو۔

كَرِهْتُمُوْهُنَّ: تم انہیں ناپسند مانو۔ عَسٰى: ممکن ہے۔

<u>ماقبل سے مناسبت:</u> سابقہ آیات مبارکہ میں ذکر توبہ سے قبل حقوق نسواں کا ذکر چل رہا تھا، اللہ تعالیٰ نے سختی کے ساتھ خواتین کے حقوق کی استحصالی سے منع فرمایا ان آیات میں بھی دور جاہلیت میں عورتوں پر ہونے والے مظالم کا ذکر کر کے اہل ایمان کو ان مظالم سے اجتناب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

<u>شان نزول:</u> حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی شخص فوت ہوجاتا تو اس شخص کے وارث اس کی بیوی کے زیادہ حق دار ہوتے اگر ان (ورثاء) میں سے کوئی چاہتا تو خود اس سے شادی کر لیتا اور اگر وہ چاہتے تو کسی اور سے اس کی شادی کر دیتے اور اگر وہ چاہتے تو کسی سے بھی اس کی شادی نہ کرتے الغرض وہ اس عورت کے اہل خانہ سے زیادہ اس کے حق دار بن بیٹھتے، چنانچہ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا مومنو! تمہارے لیے زبردستی عورتوں کے وارث بن جانا جلال نہیں (صحیح بخاری بشرح الکرمانی کتاب التفسیر (يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ج۱۷ ص۵٦ رقم الحدیث ۴۵۷۹)

<u>التوضیح:</u> يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا زمانہ جاہلیت میں جہاں معاشرے کے تمام ضعیف وکمزور افراد ظلم وستم کی چکی میں مسلسل پس کر اپنے بنیادی حقوق سے بھی محروم تھے وہاں خاص طور پر حقوق نسواں کی استحصالی عام دکھائی دیتی، کبھی اسے حق مہر جیسے بنیادی حق سے محروم کر دیا جاتا تو کہیں ظالم افراد اسے والدین اور اقرباء کی وراثت سے محروم کر دیتے، زمانہ جاہلیت میں عورت پر ہونے والے مظالم میں سے سرفہرست ایک بہت بھیانک اور گھناؤنا ظلم یہ تھا کہ اگر عورت کا شوہر فوت ہوجاتا تو میت کے ورثاء اس کی بیوی کو بھی ترکہ کا مال تصور کرتے بیوہ کو اپنی یا اپنے گھر والوں کی مرضی سے نکاح کرنے کی قطعاً اجازت نہ ہوتی بلکہ ورثاء میں سے جو چاہتا بیوہ کی رضا کے بغیر یا تو خود اس سے نکاح کر لیتا یا کسی دوسرے سے اس کا نکاح کر کے اس کے جذبات کا قتل کرتا اور بعض اوقات بیوہ کا سوتیلا بیٹا بھی اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کر گزرتا، ان تمام مظالم کی وجہ یہ تھی کہ مرد عورت اور اس کے مال کو اپنی ملکیت سمجھتے، اسی طرح مرد کی وفات کے بعد بیوہ ورثاء کے ہاتھ کھلونا بن کر بے کسی کی تصویر دکھائی دیتی، اللہ تعالیٰ نے ان تمام جاہلانہ ظلم وستم کا سدباب کرنے کے لیے اس فسادکی جڑ کو اکھاڑ ڈالا اور عورت پر ہونے والے تمام مظالم کی روک تھام کے لیے حکم ارشاد فرمایا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا "اے ایمان والو! تمہارے لیے حلال نہیں کہ تم جبراً عورتوں کے وارث بن بیٹھو"

<u>ملاحظہ:</u> اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ظلم وفساد کی مخالفت کے لیے عام طور پر نہی کا صیغہ بیان کر کے اس سے منع فرمایا مثلاً لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ

بالباطل "کہ ایک دوسرے کے مال کو ناجائز طریقے سے مت کھاؤ" (البقرہ:۱۸۸) وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ "اپنی اولاد کو بھوک کے ڈر سے قتل نہ کرو" (بنی اسرائیل:۳۱) لیکن اس مقام پر عام طریقہ چھوڑ کر لفظ "لَا يَحِلُّ" استعمال فرما کر اس معاملہ کی سنگینی اور نزاکت کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ اگر کسی نے بالغ عورت سے اس کی اجازت و رضامندی کے بغیر نکاح کر لیا تو وہ نکاح شرعاً حلال نہیں ہوگا بلکہ کالعدم قرار دے دیا جائے گا، اسی طرح زبردستی عورت سے معاف کرایا گیا حق مہر شرعاً غلط اور حرام ہوگا پھر فرمایا: وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کے لیے بیویوں کو تنگ کرنا، پریشان کرنا، ان کو اذیت دینا تا کہ تم ان کو خلع پر مجبور کر کے انہیں دیا ہوا حق مہر واپس لے سکو یہ ہرگز جائز قرار نہیں دیا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہنا کیونکہ تم نے ان کو اللہ تعالیٰ کی امان کے ساتھ حاصل کیا ہے اور ان کی شرمگاہوں کو اللہ کے کلام کے ساتھ اپنے لیے حلال کیا ہے تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں کہ جس کو تم ناپسند کرتے ہو اور اگر وہ ایسا کریں تو تم انہیں مارو لیکن ان کو ظاہری چوٹ نہ آئے اور ان کا تم پر یہ بھی حق ہے کہ تم انہیں معروف طریقہ کے مطابق کھانا کھلاؤ اور کپڑے پہناؤ۔

(صحیح مسلم کتاب الحج باب حجة النبی ﷺ ج٤ جزء٨ ص١٤٥ رقم الحدیث ١٢١٨) لیکن اگر تمہاری بیویاں کھلی بے حیائی کا ارتکاب کریں تو خاوند ان سے اپنا دیا ہوا حق مہر واپس لے کر ان کو آزاد کر دے، اسے اذیت دینا اور معلق رکھنا (نہ طلاق دینا اور نہ ہی اسے آزاد کرنا) بھی درست و جائز نہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اے ایمان والو! تم اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے طریقے سے زندگی بسر کرو اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کرو کیونکہ اگر بدکردار بیوی کو خاوند نہیں رکھنا چاہتا تو اسے آزاد کر دے یا زیادہ سے زیادہ وہ اس سے اپنا حق مہر واپس لے سکتا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "عورتوں کے حق میں تم نیکی کی وصیت کو قبول کرو" (بخاری بشرح الکرمانی کتاب النکاح باب الوصاۃ بالنساء ج١٩ ص١٠٤ رقم الحدیث ٥١٨٦) اسی طرح دوسرے مقام پر فرمایا کہ "تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں"

(ترمذی ابواب الرضاع باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجها ج٢ جزء ٤ ص ٤١١ رقم الحدیث ١١٦٢)

پھر فرمایا فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ○ اگر تمہیں اپنی بیویاں پسند نہ ہوں تو یہ خیال نہ کرنا کہ ان میں کوئی خیر نہیں ہو سکتا، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لیے خیر کثیر پیدا کر دے یعنی تمہیں اس سے ایسی اولاد عطا کرے جو دنیا و آخرت میں والدین کے لیے نفع مند ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا يَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ "کوئی مومن اپنی مومنہ بیوی سے بغض نہ رکھے اگر اسے اس کی کوئی عادت اچھی نہیں لگی تو دوسری عادت اسے اچھی لگے گی"

(صحیح مسلم کتاب الرضاع باب الوصیة بالنساء ج٥ جزء١٠ ص٥٠ رقم الحدیث ١٤٦٧ ...... مسند امام احمد الموسوعة الحدیثیة ج١٤ ص٩٩ رقم الحدیث ٨٣٦٣)

آیت مبارکہ سے اخذ شدہ مسائل:

۱۔ اہل ایمان کو عورتوں کے زبردستی وارث بننے سے منع کیا گیا ہے۔

۲۔ اہل ایمان کے لیے بیویوں کو تشدد کے ذریعے خلع پر مجبور کر کے ان سے حق مہر واپس لینا جائز نہیں۔

۳۔ اہل ایمان کو اپنی بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔

۴۔ اگر اہل ایمان کو اپنی بیویاں پسند نہ ہوں تو پھر بھی ان کے ساتھ حسن معاشرت کا حکم ہے۔ ۵۔ انسان کسی چیز کو پسند نہیں کرتا بعض اوقات اللہ تعالیٰ اسی چیز کو ہی خیر و برکت کا باعث بنا دیتے ہیں۔

بقیہ: انشورنس کے لیے؟؟

آپ ﷺ نے ابن لتبیہ کو صدقہ (زکوۃ) وصولی کے لیے بھیجا، واپس آیا تو کہا یہ زکوۃ کا مال ہے اور یہ میرے تحائف، آپ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ ہم نے عامل کو کام پر بھیج دیا آ کر کہنے لگا کہ یہ میرے تحائف ہیں فرمایا کہ اپنے باپ کے گھر بیٹھ کر دیکھتا ہے کہ تحائف آتے ہیں یا نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے جب ہم کسی کو تم سے کام پر بھیجیں پھر ناجائز طور پر جو لے اگر اونٹ ہے تو بلبلاتا ہوا اس کی گردن پر سوا ہوگا اگر گائے ہے تو وہ آواز نکالتی ہوئی اس پر چڑھ دوڑے گی اگر بکری ہوئی تو وہ اس پر سوار ہوگی، پھر آپ ﷺ نے ہاتھ کی گرہ لگا کر اٹھاتے ہوئے فرمایا کیا میں نے تم کو پہنچا دیا اذا رشوة من مسور بهت لقحمت لتسكن فيه سعت الامانة هرباوولت كانها حليم تولى عن جواب سفيه "جب رشوت کسی ملک کی دیوار پھلانگ کر اس میں داخل ہو جاتی ہے تو امانت منہ پھیر کر بھاگ جاتی ہے جیسا کہ عقل مند بے وقوف کو جواب دینے سے منہ پھیر لیتا ہے" رشوت سے امت کی صلاحیتیں زنگ آلود، غور و فکر کے سوتے خشک اور عزم و ہمت کی قوت کمزور ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں رشوت خوری سے محفوظ رکھے۔ آمین

☆......☆......☆

صحیح حدیث پر عمل کرنا فرض ہے

ابوانس محمد یحیٰ گوندلویؒ شارح ترمذی، ابن ماجہ، شمائل ترمذی

یہ بات بلا ریب ہے جس میں کوئی شبہ نہیں بلکہ تمام اصحاب العقول کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قوم کی طرف اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے۔ جو تبلیغ رسالت کے عظیم منصب پر من جانب اللہ مامور ہوتا ہے وہ انہی احکام کی تبلیغ کرتا ہے جو اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کیے جاتے ہیں یایھا الرسول بلغ ماانزل الیک من ربک (المائدۃ ۶۷) اے نبی آپ لوگوں تک پہنچادیں جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اس حکم کی تعمیل میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا تھا اسے بکمالہ لوگوں تک پہنچایا اور واضح کیا کہ میرا یہ پیغام اور دعوت میری اپنی طرف سے نہیں بلکہ میں تو مامور من اللہ ہوں ان اتبع الا مایوحیٰ الی (الانعام: ۵۰) میں تو صرف وحی کی پیروی کرتا ہوں۔

مشرکین نے آپ سے معجزات کے ظہور کا تقاضا کیا تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا قل انما اتبع مایوحیٰ الی من ربی (الاعراف: ۲۰۳) کہہ دو میں تو اس کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف میرے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ لہٰذا تمہارا مجھ سے معجزات کے ظہور کا مطالبہ کرنا درست نہیں کیونکہ میں تو وحی کا پابند ہوں میں نے اسے ہی تم تک پہنچایا ہے جو اللہ کی طرف سے مجھ پر نازل ہوتا ہے اللہ کریم فرماتے ہیں وما ینطق عن الھوی ٥ ان ھو الا وحی یوحیٰ ٥ رسول اللہ ﷺ اپنی خواہش سے نہیں بولتا مگر وہ وحی ہے جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے۔

کتاب وحکمت:

اب دیکھنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر جو وحی کی جاتی تھی وہ کیا تھی تو قرآن کریم نے اس کا صراحۃً اعلان کیا ہے، اللہ کریم نے رسول اللہ ﷺ کی طرف کتاب وسنت کی وحی کی ہے، اللہ کریم فرماتے ہیں وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ (النساء: ۱۱۳) کتاب وحکمت ہی رسول اللہ ﷺ کا منصب تھا اور اسی کو رسالت سے تعبیر کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لقد من اللہ علی المؤمنین اذبعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (آل عمران: ۱۶۴)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں پر احسان کیا جب ان نے ان میں ان کی جانوں میں سے ہی رسول بھیجا وہ ان پر اللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے اور انکو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت سکھاتا ہے بیشک وہ اس سے پہلے واضح گمراہی میں تھے۔ ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین. ''وہی اللہ جس نے ان پڑھ لوگوں میں ان میں سے ہی ایک رسول بھیجا وہ ان پر اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے بیشک وہ اس سے پہلے واضح گمراہی میں تھے۔'' (الجمعۃ: ۲)

ان تمام آیات سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر کتاب وحکمت کا نزول کیا ہے اور کتاب وحکمت کی تعلیم کو رسول اللہ ﷺ کا منصب قرار دیا ہے اور کتاب وحکمت کے ذریعے ہی رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کے دلوں کا تزکیہ کیا ہے اور ان کے دلوں سے کفر وشرک کی غلاظت اور نجاست کو نکال کر ان کو حکمت اور نور سے منور کیا ہے وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین کا مقتضا یہ ہے کہ جو لوگ اس سے قبل ضلالت اور گمراہی میں بھٹکتے تھے وہ اس تعلیم کو پالینے سے صراط مستقیم کے راستہ پر گامزن ہو گئے۔

حکمت کیا ہے؟:

لغات میں حکمت کا معنیٰ ''معرفۃ افضل الاشیاء بافضل العلوم'' (لسان العرب ج ۳ ص ۲۷۰) افضل علوم کے ذریعے اعلیٰ اور افضل اشیاء کی معرفت حاصل کرنا ہے نیز حکمت کا اطلاق علم ارتفعہ پر بھی ہوتا ہے لیکن جب یہ لفظ قرآن کریم میں کتاب کے ساتھ مل کر آتا ہے تو وہاں کتاب سے قرآن اور حکمت سے سنت مراد ہوتی ہے قرآن کریم نے بھی اس

لفظ کو سنت کے معنی میں استعمال کیا ہے، اللہ کریم فرماتے ہیں واذکرن مایتلیٰ فی بیوتکن من ایات اللہ والحکمۃ (الاحزاب:۳۴) اے نبی ﷺ کی بیویو! تم یاد کرو جو تمہارے، گھروں میں اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت تلاوت کی جاتی ہے یہاں کتاب سے تو واضح ہے کہ قرآن کریم مراد ہے اور حکمت سے مراد یہاں صرف سنت ہے۔

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں تم اللہ کے اوامر ونواہی کی حفاظت کرو اور یہ وہی ہے جس کی تمہارے گھروں میں تلاوت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازواج النبی ﷺ کو حکم فرمایا ہے کہ جو تمہارے گھروں میں قرآن نازل ہوتا ہے اور تم نبی ﷺ کے افعال کو دیکھتی ہو اور اقوال کو سنتی ہو ان کی حفاظت کر کے لوگوں تک انہیں پہنچاؤ تاکہ وہ بھی اقتدا کریں اور عمل کریں (تفسیر قرطبی ص ۱۶۷ ج ۱۴)

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: واذکرن مایتلیٰ ای واعملن بما ینزل اللہ تبارک وتعالیٰ علی رسولہ فی بیوتکن من الکتاب والسنۃ (تفسیر ابن کثیر ص ۶۳۶ ج ۳)

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ تم اس پر عمل کرو جو اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ پر تمہارے گھروں میں کتاب اور سنت میں سے نازل کرتا ہے اور یہ معنی بالکل درست ہے اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا الا وانی اوتیت القران ومثلہ معہ (ابوداؤد ح:۴۶۰۴ ص ۲۰۴ ج ۴ طبع دار الفکر) آگاہ رہو کہ مجھے قرآن اور اس کی مثل اس کے ساتھ دیا گیا ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کے معنی ومفہوم کو دوسرے لوگوں سے زیادہ جانتے تھے کیونکہ آپ پر جیسے قرآن کی وحی ہوتی تھی اسی طرح اس کے معنی ومفہوم کا القاء بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "ان علینا جمعہ وقرآنہ o فاذا قراناہ فاتبع قرانہ o ثم ان علینا بیانہ" (القیامۃ:۱۷تا۱۹) "ہم پر لازم ہے کہ اس کو (تیرے سینہ میں) جمع کریں اور اس کو تو پڑھے جب تجھ پر (فرشتہ) پڑھے تو تو اس کی قراءت کی پیروی کر پھر ہم پر اس کا بیان ہے۔"

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نبینہ لک ونوضحہ ونلھمک معناہ علی ما اردنا وشرعنا (ابن کثیر ص ۵۷۷ ج ۴) ہم اس کی تیرے لیے تفسیر واضح کریں گے اور اس کے معنی کا جو ہم نے ارادہ کیا ہے تجھ پر الہام کریں گے۔

ان آیات سے آفتاب نیمروز کی طرح عیاں ہے کہ وحی قرآن کے نزول کے ساتھ اس وحی کی توضیح وتشریح بھی رسول اللہ ﷺ پر وحی کی جاتی تھی اور یہ وہی ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مثلہ معہ سے تعبیر کیا ہے معروف تابعی حسان بن عطیہ المحاربی فرماتے ہیں کان ینزل علی النبی بالسنۃ کما ینزل علیہ بالقران (دارمی ص ۱۱۷ ج ۱) رسول اللہ ﷺ پر سنت کا نزول بھی ایسے ہوتا تھا جیسے قرآن کا نزول ہوتا تھا۔

معنی حکمت ومفسرین:

عام مفسرین نے بھی حکمت کا معنی سنت کیا ہے۔ معروف تابعی حسن بصری اور قتادہ فرماتے ہیں۔ حکمت سے مراد سنت ہے اور یہی تفسیر مقاتل بن حیان، ابو مالک اور یحیٰ بن ابی کثیر رحمھم اللہ اجمعین نے کی ہے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم ص ۲۳۷ ج ۱)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں الفقہ فی الدین او السنۃ المبنیۃ للکتاب (روح المعانی ص ۳۸۷ ج ۱) حکمت سے مراد دین میں سمجھ یا سنت ہے جو کتاب اللہ کی تفسیر کرتی ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کتاب کا ذکر کیا ہے اس سے مراد قرآن ہے اور حکمت کا ذکر کیا ہے تو میں نے پسندیدہ علماء سے سنا ہے جو قرآن کے عالم اور ماہر ہیں وہ فرماتے ہیں حکمت سے مراد سنت ہے اور یہی معنی زیادہ درست ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کا ذکر کیا ہے تو اس کے ساتھ حکمت کا بھی ذکر کیا ہے اور پھر اپنا احسان جتلایا جو مخلوق پر کتاب وحکمت کی تعلیم سے کیا ہے جس سے واضح ہے کہ یہاں حکمت سے صرف رسول اللہ ﷺ کی سنت مراد ہے۔ کیونکہ حکمت کا ذکر قرآن کے ساتھ مل کر آیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی اطاعت فرض کی ہے اور لوگوں پر آپ کی اتباع کو لازم قرار دیا ہے تو یہ کہنا درست نہیں کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کی کتاب سے فرض ہے یا پھر سنت سے فرض ہے سنت اللہ تعالیٰ کے معنی مراد کو یہ عام ہے یا خاص ہے کو واضح کرتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکمت کو اپنی کتاب کے ساتھ ملایا ہے اور یہ منصب اپنی تمام مخلوق میں سے صرف رسول اللہ کو عطا کیا ہے (الرسالۃ ص ۷۸ ملخصا)

اطاعت اور اتباع:

جب یہ واضح ہو گیا ہے کہ حکمت کا معنی سنت ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی سنت کی پیروی کو لازم قرار دیا ہے اور اس کی حکمت کی پیروی کو تین صورتوں (اطاعت، اتباع اور اسوہ) کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔

یا یھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر (النساء:۵۹) اے ایمان والو! تم اطاعت

کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور جو تم میں سے اولوالامر ہیں ان کی اگر تم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو اگر تم اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو اور فرمایا و اطیعوا اللہ و الرسول لعلکم ترحمون (آل عمران:۱۳۲) تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور فرمایا و اقیموا الصلوٰۃ و اتوا الزکوٰۃ و اطیعوا الرسول لعلکم ترحمون (النور:۵۶) تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

ان آیات اور ان کے معنیٰ دیگر متعدد آیات سے واضح ہیں کہ ایمان داروں پر جس طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت واجب اور فرض ہے اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی فرض ہے۔ ان آیات میں اللہ اور رسول دونوں کی اطاعت کے فرض ہونے میں کوئی تفریق نہیں کی گئی اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بعینہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے ان دونوں قسم کی اطاعت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (النساء:۸۰) جس شخص نے رسول کی اطاعت کی بلاشبہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ لہٰذا جو تقاضے اللہ کی اطاعت کے ہیں اس قسم کے تقاضوں کو اطاعت رسول بھی اپنے ضمن میں لیتی ہے۔ اور سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ اس اطاعت کے بغیر کوئی شخص ایماندار نہیں ہو سکتا۔

اللہ کریم فرماتے ہیں و اطیعوا اللہ و رسولہ ان کنتم مؤمنین (الانفال) تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم ایماندار ہو اور فرمایا قل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول فان تولوا فانما علیہ ما حمل و علیکم ما حملتم و ان تطیعوہ تھتدوا (النور:۵۴)۔ کہہ دو تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اگر تم اطاعت سے پھر جاؤ تو رسول کے ذمہ ہے جو اس پر ذمہ داری عائد کی گئی ہے اور تمہارے ذمے ہے جو تم پر ذمے داری ڈالی گئی ہے اگر تم اس کی اطاعت کرو تو ہدایت پا جاؤ گے۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں اللہ کی اطاعت اسکی کتاب (قرآن) کی پیروی ہے اور رسول کی اطاعت سنت کی پیروی ہے اور رسول کی اطاعت اس لیے ہدایت ہے کہ وہ صراط مستقیم کی طرف دعوت دیتا ہے (ابن کثیر ص ۳۹۷ ج ۳)۔

اطاعت رسول سے انحراف گمراہی ہے:

دوسری جانب رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے انحراف اور اعراض کو بہت بڑا فتنہ، ایمان کی بربادی اور جہنم میں داخلے کا سبب قرار دیا ہے۔ قل اطیعوا اللہ و الرسول فان تولوا فان اللہ لا یحب الکافرین (آل عمران:۳۱) کہہ دو کہ تم اللہ اور رسول کی اطاعت کرو اگر تم پھر جاؤ تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔ اور فرمایا فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما (النساء:۶۵) تیرے رب کی قسم ہے یہ لوگ ایماندار نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ تجھ کو اپنے اختلاف اور جھگڑوں میں حاکم تسلیم کریں۔ اور فرمایا فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم (النور:۶۳) وہ لوگ ڈر جائیں جو رسول کے امر کی مخالفت کرتے ہیں کہ وہ کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں اور یا ان کو دردناک عذاب پہنچے۔ اس آیت میں جس فتنے اور عذاب کا ذکر ہے اس کا تعلق دنیاوی زندگی سے بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ آج کل مسلمان طرح طرح کے فتنوں اور آفات و بلیات سے دوچار ہیں ان کا اہم سبب کتاب و سنت سے انحراف ہے یا پھر تعلق اخروی زندگی سے ہے۔

اللہ کریم فرماتے ہیں و من یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جھنم خالدین فیھا ابدا (الجن:۲۳) جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے بلاشبہ اس کے لیے جہنم کی آگ ہے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: و من یطع اللہ و رسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا و ذالک الفوز العظیم و من یعص اللہ و رسولہ و یتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیھا و لہ عذاب مھین (النساء:۱۳،۱۴)

جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے اور اس کی حدود سے تجاوز کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے آگ میں داخل کرے گا وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے ان آیات کریمہ میں اطاعت کی جزا اور اس کا ثمرہ اور معصیت کی سزا اور اس کا انجام واضح تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

اطاعت کا نام حدیث ہے:

اب دیکھنا ہے کہ قرآن کریم نے رسول اللہ ﷺ کی جس اطاعت پر بڑا زور دیا ہے کہ اطاعت کے بغیر جنت میں داخلہ ممکن نہیں تو وہ اطاعت ہے کیا؟ اس میں تمام مفسرین متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے مراد حدیث رسول کی پیروی ہے۔

امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں تمام لوگوں کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ

کی طرف سے کسی مختلف فیہ مسئلہ کا پھیرنا وہ اس کی کتاب قرآن کریم کی طرف پھیرنا ہے اور رسول کی طرف پھیرنے کی دو حیثیتیں ہیں۔

اولاً: تو کسی امر کا رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کرنا جب آپ موجود تھے۔

ثانیاً: آپ کی وفات کے بعد کسی امر کا آپ کی طرف لوٹانے سے مراد آپ کی سنت کی طرف لوٹانا ہے (اعلام الموقعین ص ۳۹ جلد۱)

کچھ عرصہ سے ایسے لوگ پیدا ہوئے ہیں جو اطاعت کو سنت کا جامہ نہیں پہناتے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا مفہوم قرآن ہے یعنی قرآن کی اطاعت کا نام ہی اطاعت رسول ہے لیکن یہ توضیح غلط ہے اس لیے جیسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت مستقل ہے اسی طرح رسول کی اطاعت بھی مستقل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اطاعت رسول کو عطف کے ذریعہ بیان کیا ہے اور یہ توضیح قاعدہ ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف میں مغایرت ہوتی ہے جس کا معنی اللہ کی اطاعت اور ہے جو کہ قرآن کی صورت میں ہے اور رسول کی اطاعت اور ہے جو حدیث کی صورت میں ہے لیکن نتیجہ کے لحاظ سے دونوں ایک ہیں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں عملاً کوئی فرق نہیں ہے۔

اطاعت اور اتباع:

اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کے ساتھ اتباع کو بھی لازم قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم** (آل عمران: ۳۱) کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا اور فرمایا **فامنوا باللہ ورسولہ النبی الامی الذی یؤمن باللہ وکلماتہ واتبعوہ لعلکم تھتدون** (الاعراف: ۸) تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول نبی امی پر جو خود بھی اللہ پر اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے تم اسی کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ اور فرمایا **وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ** (الانعام: ۱۵۳)

بلاشبہ یہ میرا راستہ سیدھا ہے تم اس کی پیروی کرو۔ اہل لغات اطاعت اور اتباع میں فرق کرتے ہیں اگر چہ یہ کبھی کبھار ہم معنی بھی استعمال ہوتے ہیں لیکن عموماً اطاعت کا لفظ اقوال کی پیروی پر بولا جاتا ہے مجم الوسیط ص ۷ ج ۲ میں ہے **الطاعۃ الانقیاد والموافقۃ وقیل لاتکون الاعن امر**. اطاعت امر سے ہوتی ہے اور اتباع کے بارہ میں فرمایا **اتبع الشیء سار وراءہ وتطلبہ ویقال اتبع الامام حذا حذوہ القرآن والحدیث عمل بما فیھما** (مجم الوسیط: ص ۸۱ ج ۱)

اس نے کسی چیز کی اتباع کی وہ اس کے پیچھے چلا اور امام کی اتباع کی وہ اس کے برابر چلا قرآن اور حدیث کی اتباع کی اس نے عمل کیا جو ان دونوں میں ہے۔ **تبع الشیء سار فی اثرہ اوتلاہ تبع المصلی الامام حذا حذوہ واقتدی بہ** (ایضاً)۔ اس نے فلاں کی اتباع کی وہ اس کے پیچھے چلا نمازی نے امام کی اتباع کی وہ اس کے برابر چلا اور اس کی اقتدا کی۔

اہل لغات نے جو اطاعت اور اتباع کا معنی کیا ہے اس سے واضح ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اقوال میں اطاعت بھی فرض ہے اور فعل میں اتباع بھی فرض ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت ہے لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کا حکم دیا اور رسول کے اقوال اور افعال ہر دو میں پیروی فرض ہے لہذا رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کا حکم دیا۔

اسوہ:

اس معنی کی مزید توضیح لفظ اسوہ سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ** (الاحزاب: ۲۱)۔ بلاشبہ رسول اللہ ﷺ میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے اہل لغات نے اسوہ کا معنی قدوہ کیا ہے (المعجم الوسیط ص ۱۹ ج ۱) اور یہی معنی مفسرین حضرات نے کیا ہے (زبدۃ التفسیر ص ۴۲۰، المراغی ص ۱۴۶ ج ۷)

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ رسول اللہ کو آپ کے اقوال، افعال اور تمام احوال میں نمونہ پکڑنے کی اصل ہے (ابن کثیر ص ۷۵۶) علامہ سعدیؒ فرماتے ہیں اصولیین نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے افعال بھی حجت ہیں اور اصل یہی ہے کہ آپ ﷺ کی امت احکام میں آپ کے اسوہ کے تابع ہے۔ الا یہ کہ کسی امر کی کسی دوسری شرعی دلیل سے تخصیص ہوتی ہو۔

اسوہ کی دو قسمیں ہیں اسوہ حسنہ اور اسوہ سیئہ: اسوہ حسنہ میں ہے جو سالک کو صراط مستقیم پر چلاتا ہے اور اس کے علاوہ جو بھی طریقہ رسول اللہ ﷺ کے خلاف ہے وہ اسوہ سیئہ ہے (تفسیر سعدی ص ۶۶۱ ملخصاً طبع القاہرہ)۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کریم نے ایمانداروں پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اتباع فرض کی ہے اور مسلمانوں کے لیے رسول اللہ ﷺ کی ذات کریمہ اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ اسوہ کا لفظ اقوال وافعال پر بولا جاتا ہے جس سے واضح ہے، جیسے رسول اللہ ﷺ کے اقوال حجت ہیں اسی طرح رسول اللہ ﷺ کے افعال اور تقریرات بھی حجت ہیں ان میں سے کسی ایک کو قابل حجت نہ سمجھنے والا مذکورہ آیات کی روشنی میں دائرہ اسلام سے خارج ہے

ارکان اسلام

عقیدہ توحید نماز روزہ زکوٰۃ حج

عبدالرشید عراقی

قسط نمبر 1

عقیدہ توحید: اسلام کی اولین اصل ''عقیدہ توحید'' ہے، اس عقیدہ کے اندر مسلمانوں کی تمام روح حیات مضمر تھی اور اسی روح نے ان کو ان کی دائمی زندگی کی خوشخبری سنائی تھی لیکن مسلمانوں نے سب سے زیادہ اسی عقیدہ سے انحراف کیا۔ توحید مجرد ایک علمی حقیقت ہی نہیں بلکہ ایک نہایت اہم عملی حقیقت بھی ہے، انسانی زندگی خواہ وہ انفرادی ہو یا اجتماعی، توحید کے تصور سے یکسر بدل کر رہ جاتی ہے انسانی زندگی پر اس کا سب سے نمایاں یہ اثر پڑتا ہے کہ یہ عقیدہ انسان کو آزادی و حریت کا وہ بلند و بالا مقام بخشتا ہے جس کا وہ اشرف المخلوقات ہونے کی حیثیت سے مستحق ہے، تمام کائنات انسان کے لیے ہوتی ہے جب تک انسان توحید سے آشنا نہیں ہوتا وہ دنیا کی حقیر سے حقیر چیزوں سے خوف کھاتا ہے وہ اپنے ہی جیسے انسانوں کو اپنا رب اور آقا بناتا ہے اور زندوں سے گزر کر مردوں کو اپنا حاجت روا سمجھ بیٹھتا ہے اور اپنی عزت اور اپنے شرف کو ملیامیٹ کر دیتا ہے اسکے برخلاف عقیدہ توحید انسان میں انتہا درجے کی خودداری اور عزت نفس پیدا کر دیتا ہے اور اس پر اعتقاد رکھنے والا جانتا ہے کہ صرف ایک اللہ ہی تمام طاقتوں کا مالک ہے وہی نفع و نقصان پہنچانے والا ہے، عقیدہ توحید انسان میں قناعت، بے نیازی، عزم و حوصلہ، صبر و توکل کی زبردست طاقت پیدا کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ انسان کو جری اور بہادر بنا دیتا ہے، عقیدہ توحید انسان کو اللہ کے قانون کا پابند بناتا ہے اور اس عقیدہ کا حامل انسان یہ جانتا ہے کہ خدا ہر چھپی اور کھلی چیز سے پوری طرح باخبر ہے اور وہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ مسلم ہونے کے لیے سب سے پہلی اور سب سے ضروری شرط ''لا الہ الا اللہ'' پر ایمان لانا ہے، مسلم کے معنی اللہ کے فرمانبردار بندے کے ہیں اور خدا کا فرمانبردار ہونا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک انسان اس بات پر یقین نہ لائے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الہ نہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں کہ:

''قرآن مجید نے صرف توحید ہی پر زور نہیں دیا بلکہ شرک کی تمام راہیں بند کر دیں'' وہ کہتا ہے کہ ہر طرح کی عبادت اور نیاز کی مستحق صرف خدا ہی کی ذات مبارکہ ہے، پس اگر تم نے عابدانہ عجز و نیاز کے ساتھ کسی دوسری ہستی کے سامنے سر جھکایا تو توحید الٰہی کا اعتقاد باقی نہ رہا، یہ اسی کی ذات ہے جو انسانوں کی پکار سنتی اور ان کی دعائیں قبول کرتی ہے پس اگر تم نے اسے خدا کی خدائی میں شریک کر لیا وہ کہتا ہے ''دعا، استعانت، رکوع، سجود، عجز و نیاز، اعتماد و توکل اور اس طرح کے تمام عبادت گزارانہ اور نیازمندانہ اعمال اعمال ہیں جو خدا اور اس کے بندوں کا باہمی رشتہ قائم کرتے ہیں پس اگر ان اعمال میں تم نے کسی دوسری ہستی کو بھی شریک کر لیا تو خدا کے رشتہ معبودیت کی یگانگی باقی نہ رہی، اسی طرح کبریائیوں، کارسازیوں اور بے نیازیوں کا جو اعتقاد تمہارے اندر خدا کی ہستی کا تصور پیدا کرتا ہے وہ صرف خدا ہی کے لیے مخصوص ہونا چاہیے اگر تم نے ایسا ہی اعتقاد کسی دوسری ہستی کے لیے بھی پیدا کر لیا تو تم نے اسے خدا کا ندیعنی شریک ٹھہرایا اور توحید کا اعتقاد درہم برہم ہو گیا۔'' (ارکان اسلام ص ۹۹، ۱۰۰)

نماز: انسان کی پوری زندگی کو عبادت میں تبدیل کرنے کے لیے سب سے پہلے جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے اس کے ذہن میں یہ شعور ہر وقت تازہ رہے کہ وہ خدا کا بندہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا مقصد یہ بتایا ہے کہ: وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۝ (۵۱، ۵۲)

''میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں۔'' تمام جنوں اور انسانوں کو صرف اسی لیے پیدا کیا گیا ہے کہ وہ صرف اللہ ذوالجلال کی عبادت کریں اور اطاعت بھی اسی ایک کی کریں یعنی اس میں انسانوں اور جنوں کو اس مقصد زندگی کی یاددہانی کرائی گئی ہے لہٰذا ہر انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجالائے لہٰذا ضروری ہے کہ اس میں فرض شناسی اور مستعدی پیدا ہو بلکہ اس کی فطرت ثانیہ بن جائے۔ دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام کی ایک مابہ الامتیاز خصوصیت یہ ہے کہ اس نے تمام عبادات و اعمال کا ایک مقصد تعین کیا اور اس مقصد کو نہایت صراحت کے ساتھ ظاہر کر دیا۔ نماز کے متعلق تصریح کی۔ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر (۲۹، ۴۵) ''یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے'' یعنی نماز بے حیائی اور برائی کے روکنے کا سبب اور ذریعہ بنتی ہے اور اللہ

تعالیٰ نے نماز کے اندر ایسی روحانی تاثیر رکھی ہے کہ یہ انسان کو بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ نماز دن اور رات میں پانچ بار فرض کی گئی ہے تا کہ ایک طرف تو مسلمان کی تربیت ہو اور دوسری طرف سچے اور جھوٹے مسلمانوں میں امتیاز ہو جائے، یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد پاک ہے: بین العبد وبين الكفر ترك الصلوٰة بندے اور کفر کے درمیان ترک نماز واسطہ ہے۔ نماز کی اہمیت یہ ہے کہ وہ انسان کی سیرت کو اس خاص ڈھنگ پر تیار کرتی ہے جو اسلامی زندگی بسر کرنے کے لیے ضروری ہے۔ مسلمان اسلام کے طریقے پر ایک قدم بھی نہیں چل سکتا جب تک اسے یقین نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر حال میں اسے دیکھ رہا ہے اس کی ہر ہر حرکت سے باخبر ہے، اندھیرے میں بھی دیکھتا ہے، تنہائی میں بھی دیکھتا ہے اور اس کے ساتھ اس کے دل میں جو نیت چھپی ہوئی ہے اس کو بھی وہ جانتا ہے یہی یقین انسان کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی اطاعت اور اس کے قانون کی پیروی کے لیے تیار کرتا ہے اور نماز کا مقصد یہی ہے کہ وہ اسی یقین کو انسان کے ذہن میں بار بار تازہ کرے اسی وجہ سے قرآن مجید میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے: ان الصلوٰة تنهى عن الفحشاء والمنكر (۲۹،۴۵) ''یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔'' اسی بناء پر نماز قدیم ترین زمانے سے انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا جزو رہی ہے، جتنے بھی انبیائے کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ان سب کی شریعت میں نماز اولین رکن اسلام تھا اسلامی تحریک میں جب بھی کبھی زوال آیا نماز کا نظام تربیت ٹوٹ جانے کی وجہ ہی سے آیا کیونکہ اسلام کے طریقے پر چلنے کے لیے اسلامی سیرت انتہائی ضروری ہے اور اسلامی سیرت نماز کے نظام تربیت ہی سے بنتی ہے بلکہ اسلام میں تربیت ابتدائی نماز سے ہی ہے، اتنی سختی کسی اور اسلامی کام میں نہیں ہے جتنی نماز میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز کے بارے میں بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے اور قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال ہوگا۔

روز محشر جاں گداز بود
اولین پرستش نماز بود

قرآن مجید نے تصریح کی ہے کہ جو شخص نماز چھوڑ کر خواہشات نفس کی پیروی کرتا ہے وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ فخلف من بعدهم خلف اضاعوا الصلوٰة واتبعوا الشهوات فسوف يلقون غيا ○ (۱۹،۵۹) ''پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے انہوں نے نماز ضائع کردی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، عنقریب وہ غیا (وادی جہنم) میں داخل ہوں گے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔'' اس آیت کی تفسیر میں فضیلۃ الشیخ حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ ''نماز کے ضائع کرنے سے مراد یا تو بالکل نماز کا ترک ہے جو کہ کفر ہے یا ان کے اوقات کو ضائع کرنا ہے یعنی وقت پر نماز نہ پڑھنا جب جی چاہا نماز پڑھ لی یا بلا عذر اکٹھی کر کے پڑھنا یا کبھی دو کبھی چار کبھی ایک اور کبھی پانچوں نمازیں یہ بھی تمام صورتیں نماز کو ضائع کرنے کی ہیں جس کا مرتکب سخت گنہگار اور آیت میں بیان کردہ وعید کا سزاوار ہو سکتا ہے غیا کے معنی ہلاکت، انجام بد کے ہیں یا جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔'' (احسن البیان ص ۸۴۵)

نماز ہی وہ عمل عظیم ہے جو اسلام کے تمام عقائد و اعمال کا جامع ترین نمونہ ہے۔ نماز انسان کی زندگی کو پاک کرنے والی شریفانہ کردار بنانے والی تہذیب نفس اور تربیت ضمیر کی روح بڑھانے والی چیز ہے یہی سبب ہے کہ اسلام نے ادائے نماز پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور ہر جگہ اس کی اہمیت و افادیت پر دنیا کو توجہ دلائی ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں کہ ''اللہ نے مسلمانوں کو ساری دنیا پر حکومت کرنے اور ہر قسم کی روحانی و مادی ترقیات کا مجموعہ بنانے کے لیے پیدا کیا تھا، ترقی کا سب سے بڑا اور سب سے مؤثر ذریعہ کردار کا تزکیہ ہے اور اس کی بہترین محرک نماز ہے۔'' (ارکان اسلام ص ۱۴۴) حقیقت یہ ہے کہ نماز میں سب سے بڑی اطمینان قلب و حضور نفس و خشوع طبیعت و خضوع جوارح ہے کہ انسان اپنے تمام اعضاء اور تمام قوئی اور جذبات سے خدا کی جانب سے متوجہ ہو جائے اور جن اغراض کے لیے نماز کی تاکید کی گئی ہے اسکو نہایت مکمل طریق پر بجا لائے، نماز روحانیت کا سرچشمہ ہے، ہدایت قلبی کا منبع ہے، نیکی کا مرکز ہے، برکات الٰہیہ کا مہبط اور انسان کو تمام بہیمی قوتوں اور نفسانی جوشوں سے بچانے والی ہے، نماز انسان کو تمام برائیوں سے روک دیتی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے ہمیشہ خدا کے تعلق کا تصور قائم رہتا ہے، نماز ایک قلعہ ہے جو برائیوں کے لشکر کو اپنے اندر گھسنے نہیں دیتا۔ نماز روحانی ترقی اور قرب الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، آنحضرت ﷺ نے نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے، نماز دل کا نور بھی ہے، نماز دین کا ستون بھی ہے، جس کے قیام سے دین قائم ہے اور جس کے منہدم ہو جانے سے دین کی عمارت بھی منہدم ہو جاتی ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں: نماز کو درست کرنا اور ٹھیک طریقہ سے ادا کرنا اولین رکن دین ہے اور اگر صرف اپنی نمازیں درست اور استوار کر لی جائیں تو میں اعلان کرتا ہوں کہ دین کی ساری سربلندیاں حاصل ہو سکتی ہیں (ارکان اسلام ص ۲۰۶) بلکہ دنیا کی تمام بلندیاں حاصل ہوں گی (ان شاء اللہ)

روزہ: روزہ بھی ارکان اسلام کا ایک اہم رکن ہے اس کے بارے میں قرآن مجید میں فرمان الٰہی ہے کہ ''اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا

جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو"

(۱۸۳،۲) صاحب احسن البیان اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ "یہ عبادت چونکہ نفس کی طہارت اور تزکیہ نفس کے لیے بہت اہم ہے اس لیے اسے تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا، اس کا سب سے بڑا مقصد تقویٰ کا حصول ہے اور تقویٰ انسان کے اخلاق و کردار کے سنوارنے میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔" (احسن البیان ص ۷۶،۷۷) نماز کی طرح روزہ بھی زمانہ قدیم سے انبیائے کرام علیہم السلام کی شریعتوں کا لازمی جزو رہا ہے، نماز روزمرہ کا عمومی نظام تربیت ہے اور روزہ سال بھر میں ایک ماہ کا غیر معمولی نظام تربیت ہے، اسکے بعد فرمان الٰہی ہے کہ "گنتی کے چند ہی دن ہیں لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اور دنوں میں گنتی کو پورا کرے اور اس کی طاقت نہ رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اسی کے لیے بہتر ہے لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم باعلم ہو، ماہ رمضان المبارک وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہیے ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہیے اللہ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں، وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرلو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو" (۲۔۱۸۴۔۱۲۵)

روزہ داروں میں بوڑھے، کمزور، معذور، بیمار ہر قسم کے لوگ ہوتے تھے، اسلام کے پہلے مذاہب میں ہم اس قسم کے معذور اصحاب کے لیے کوئی استثنا نہیں پاتے اسلام نے ان تمام اشخاص کو مختلف طریق سے مستثنیٰ کردیا ہے لیکن اس ممانعت میں اس قدر غلو نہیں گیا کہ بایں ہمہ ضعف و عذر طالبان رضوان الٰہی روزے کا ثواب حاصل کرنا چاہیں تو نہ کرسکیں بلکہ ان کو ان کی مرضی پر موقوف رکھا۔ حالت سفر میں آنحضرت ﷺ نے روزے بھی رکھے ہیں اور افطار بھی کیا ہے، حسب اختلاف حالات لیکن اگر کوئی شخص باوجود ضعف و عدم تحمل شدائد صوم سفر میں روزے رکھے تو اسلام میں یہ ثواب کا کام شمار نہیں ہوگا۔ جیسا کہ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے تو ایک بھیڑ دیکھی اور دیکھا کہ ایک آدمی کو سایہ کیے ہوئے لوگ کھڑے ہیں پوچھا کیا ہے لوگوں نے کہا ایک روزہ دار ہے آپ ﷺ نے فرمایا "سفر میں اس طرح روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے" روزے کا مقصد انسان کی سیرت کی تعمیر ہے اور اس سیرت کی بنیاد تقویٰ پر ہے، تقویٰ سے مراد کوئی خاص شکل و صورت اختیار کرنا نہیں ہے بلکہ قرآن اسکو بڑے وسیع مضمون میں استعمال کرتا ہے وہ پوری انسانی زندگی کے ایسے رویے کو تقویٰ کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ فرماتے ہیں کہ "اصل شے روح کا تقویٰ، نفس کی طہارت، خواہشوں کا حبس، قوتوں کا احتساب اور جذبات کا ایثار ہے اور چونکہ مخلوقات کے لیے غذا کی خواہش سب سے بڑی مجبور کن خواہش ہے اس لیے درس صبر، تعلیم تحمل، تو جید فضائل اور نفوذ انقاد و ایثار نفس کے لیے اسی خواہش کے ترک کرنے کا حکم دیا گیا اور اس کو تمام روحانی فضائل کے کسب اور تمام اخلاقی رذائل سے اجتناب کا وسیلہ قرار دیا یہی وجہ ہے کہ روزہ کا حکم دینے کے بعد اس کی علت ایک نہایت ہی جامع و مانع اصطلاح شریعت میں واضح کردی گئی ہے کہ لعلکم تتقون o (تاکہ تم برائیوں سے بچو اور پرہیزگار بننے کی صلاحیت پیدا کرو)"

تقویٰ گناہ بچنے اور پرہیز کرنے کو کہتے ہیں، قرآن کریم کی اصطلاح میں اس سے مقصود تمام برائیوں اور ذلتوں سے بچنا اور پرہیز کرنا ہے۔ (ارکان اسلام ص ۲۸۴) دیگر عبادات کی طرح روزے کا مقصد بھی یہی ہے کہ فجور کے رجحانات ختم کیے جائیں اور تقویٰ کو نشوونما دیا جائے۔ مولانا ابوالکلام آزادؒ فرماتے ہیں: روزہ وہ ہے جو ہمیں پرہیزگاری کا سبق دے، روزہ وہ ہے جو ہمارے اندر تقویٰ اور طہارت پیدا کرے، روزہ وہ ہے جو ہمیں صبر اور تحمل شدائد و تکالیف کا عادی بنائے، روزہ وہ ہے جو ہماری عام بہیمی قوتوں اور غضبی خواہشوں کے اندر اعتدال پیدا کرے، روزہ وہ ہے جس سے ہمارے اندر نیکیوں کا جوش، صداقتوں کا عشق، راستبازی کی شیفتگی اور برائیوں سے اجتناب کی قوت پیدا ہو، ہر یہی چیز روزہ کا اصل مقصود ہے اور باقی سب کچھ بمنزلہ وسائل و ذرائع کے ہے (ارکان اسلام ص ۲۸۴، ۲۸۵)

شریعت محمدیہ نے روزہ کی برکتیں حاصل کرنے کے لیے احتساب کی بھی شرط رکھی ہے۔ فرمان نبوی ﷺ ہے: جس شخص نے رمضان کے روزے احتساب نفس کے ساتھ رکھے، سوخدا اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کردے گا۔ (صحیح بخاری)

1۔ ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ: "جس شخص نے جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی حاجت نہیں کہ وہ شخص اپنا کھانا پینا چھوڑ دے" (صحیح بخاری)

2۔ آنحضرت ﷺ کا ایک اور فرمان مبارک ہے: "کتنے ہی روزہ دار ہیں جنہیں ان کے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ بھی نہیں ملتا۔" (صحیح بخاری) مولانا ابوالکلام آزادؒ فرماتے ہیں: "پھر کتنے لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اور ساتھ ہی ایک سچے صائم کی طرح روزے کی پاسداری

بھی انہیں نصیب ہے آہ! میں ان لوگوں کو جانتا ہوں جو ایک طرف نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، دوسری طرف لوگوں کا مال کھاتے، بندوں کے حقوق غصب کرتے، اعزہ واقارب کے فرائض پامال کرتے، بندگان الٰہی کی غیبتیں کرتے، ان کو دکھ اور تکلیف پہنچاتے، طرح طرح کے مکروفریب کو کام میں لاتے ہیں یعنی اپنے دل کے شکم کو تو گناہوں کی کثافت سے آلودہ اور سیر رکھتے ہیں جبکہ ان کے جسم کا پیٹ بھوکا ہوتا ہے کیا یہی وہ روزہ دار ہیں جن کی نسبت فرمایا کہ کتنے ہی روزہ دار ہیں جنہیں ان کے روزے سے سوائے بھوک اور پیاس کے کچھ نہیں ملتا۔"

(صحیح بخاری......ارکان اسلام ص ۲۸۵)

مذکورہ بالا دونوں احادیث (۱،۲،۳) میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روزے کا مقصد بھوکا پیاسا رہنا نہیں بلکہ تقویٰ اور طہارت ہے۔ روزہ انفرادی فعل ہے لیکن نماز کے باجماعت ہونے کی وجہ سے جس طرح نماز اجتماعی فعل بن جاتی ہے اسی طرح روزہ رکھنے کے لیے ایک خاص مہینے کے تقرر نے اس فعل کو ایک اجتماعی عمل بنادیا ہے۔ روزے کے لیے رمضان المبارک کا مہینہ مقرر کرکے شارع نے یہی کام لیا ہے کہ جس طرح آپ دیکھتے ہیں کہ ہر غلہ اپنا موسم آنے پر خوب پھلتا پھولتا ہے اسی طرح رمضان المبارک کا مہینہ گویا خیروصلاح اور تقویٰ وطہارت کا موسم ہے جس میں برائیاں دبتی اور نیکیاں پھیلتی ہیں اسی لیے احادیث میں آیا کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردیے جاتے ہیں۔

<u>نماز اور روزہ کی مناسبت</u>: نماز اور روزہ کی مناسبت آپس میں کیا ہے؟ مولانا ابوالکلام آزادؒ فرماتے ہیں: نماز ایک محتسب ہے جو ہم کو برائی سے بچاتی ہے ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر (۲۹، ۴۵) "یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے"، لیکن محض احتساب سے تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتا، طبیب ہم کو یہ ہنر بتاتا ہے اور ہم اس کی ہدایت پر عمل نہیں کرتے اس لیے پرہیز کا اصل مقصد یعنی صحت حاصل نہیں ہوتی۔ نماز ہم کو تقویٰ کی راہ دکھاتی ہے لیکن روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو ہم کو نماز کے احتساب کا نتیجہ عملی صورت میں دکھادیتا ہے، نماز ہم کو تقویٰ سکھاتی ہے اور ہم نے روزے میں تمام منہیات سے احتراز کرکے تقویٰ حاصل کرلیا، پس نماز کا اصل نتیجہ روزہ ہے یہی وجہ ہے کہ وہ نماز کے بعد فرض کیا گیا کیونکہ نتیجہ کبھی اصل علت سے منفک نہیں ہوسکتا۔ (ارکان اسلام ص ۲۹۲)

(جاری ہے)

اہل حدیث کے امتیازی مسائل پر مشتمل (7) اشتہارات کا

مکمل سیٹ مفت منگوائیں

ادارہ تبلیغ اسلام جام پور کی طرف سے درج ذیل فور کلر خوبصورت (7) اشتہارات کا مکمل سیٹ مفت زیر تقسیم ہے

☆ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر **قادر** ہے؟ ایک سوال کی دس شکلیں!

☆ نماز میں پاؤں سے پاؤں ملانے اور سینے پر ہاتھ باندھنے کا ثبوت! ☆ اہمیت نماز اور بے نماز کا انجام

☆ نماز روزہ کے محمدی دائمی اوقات ☆ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آمین بالجہر کا ثبوت!

سورۃ فاتحہ خلف الامام کا ثبوت ☆ اثبات رفع الدین

نوٹ: فریم کرواکر آویزاں کرنے کا تحریری وعدہ ضروری ہے، ڈاک خرچ ادارہ کی طرف سے برداشت کیا جائے گا (ان شاء اللہ)

بذریعہ منی آرڈر: محمد یٰسین راہی مدیر ادارہ تبلیغ اسلام جام پور ضلع راجن پور پنجاب پاکستان 0333-8556473

انشورنس کس لیے؟؟

الشیخ عبدالعزیز سلمان.........ترجمہ: مولانا محمد اسحاق حقانی

موجودہ دور میں انشورنس (بیمہ) وبا کی طرح پھیل رہی ہے، زندگی اور وسائل زندگی کا بیمہ کرایا جاتا ہے۔ انشورنس پالیسی لینے والا بیمہ کمپنی کو ایک معین رقم ادا کرنے کا پابند ہوتا ہے، کسی ناگہانی آفت یا نقصان کے وقت کمپنی اس کو ادائیگی کرتی ہے۔ اس مقصد کے لیے کمپنیاں لوگوں کو راغب کرنے کے لیے اپنے نمائندے مقرر کرتی ہیں، ظاہری نفع کو دیکھ کر لوگ دھڑا دھڑ پالیساں لے رہے ہیں۔ جبکہ اس کی حلت وحرمت پر غور نہیں کرتے، پالیسی لینے والا جب کمپنی سے رابطہ کرتا ہے کہ وہ اپنے مال وجان کے لیے رقم کی ادائیگی پر تیار ہے تو کمپنی اپنے طبی اور نفسیاتی ڈاکٹر اس کے جسمانی معائنہ کے لیے مقرر کرتی ہے، اس کی جسمانی صحت اور عمر کے لحاظ سے وہ اپنی رائے دیتا ہے کہ یہ تیس یا چالیس یا پچاس سال تک کی عمر گزارے گا یہ صحت مند آدمی کے لیے اندازہ ہوتا ہے، مریض یا غیر محتاط شخص کے لیے کم عمر کا تناسب مقرر کیا جاتا ہے، معاہدہ ہونے کے بعد معین مدت کے لیے وہ رقم کی ادائیگی کا پابند ہوتا ہے۔ اس میں پالیسی لینے والا اپنے دستخط کے ساتھ مطلوبہ رقم لینے کا اقرار کرتا ہے یا کسی کو اپنی وفات کی صورت میں نامزد کرتا ہے کہ وہ اپنی پالیسی لینے یا دینے کا پابند ہوگا، خواہ وہ اس کا رشتہ دار ہو یا نہ ہو، اسکے ساتھ کمپنی یہ شرط بھی عائد کرتی ہے کہ پالیسی لینے والے کی موت طبعی ہو، صرف موت کی اطلاع ملنے پر ہی کمپنی ادائیگی نہیں کر دیتی بلکہ انتہائی باریک بینی کے ساتھ تفتیش بھی کرتی ہے، اس کی موت کے اسباب کا تعین کرنے کے لیے پوسٹ مارٹم وغیرہ بھی کیا جاتا ہے، صرف یہ معلوم کرنے کے لیے کہ بیمہ کی رقم وصولی کے لیے تو اس کو ہلاک نہیں کیا گیا۔ ایسے موقعہ پر مرنے والے اور اس کے لواحقین کو برے بھلے الفاظ سے یاد کیا جاتا ہے اور اگر پالیسی لینے والا کسی مجبوری سے بقیہ رقم کی ادائیگی نہ کر سکے تو اداشدہ رقم ضبط ہو جاتی ہے۔ کمپنی ادا کردہ رقم پر مخصوص شرح سے سود کی ادائیگی بھی کرتی ہے، جبکہ یہ غیر شرعی طریقہ ہے، جبکہ اصل رقم کمپنی کے پاس موجود رہتی ہے۔ مزید یہ دھوکے کا سودا ہے، معلوم نہیں کسی فریق کو خسارہ برداشت کرنا پڑے، یہ جوے کے مشابہ ہے، جبکہ فرمان الٰہی ہے کہ شراب، جوا، تیروں سے تقسیم سب گندے اور شیطانی عمل ہیں اگر فلاح چاہیے تو ان سے بچو، اسی طرح کارخانے، دکان یا پراپرٹی کا بیمہ کراتا ہے، ایک ملین یا زائد قیمت رکھتی ہے اس کے لیے وہ ہزار یا کم وبیش کی پالیسی لیتا ہے، اس دوران وہ ضائع ہو جاتی ہے اب کمپنی اس کی ملکیت کے لحاظ سے جو ادائیگی کرے گی وہ اس کے لیے کیسے جائز ہوگا۔

آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے اگر تو نے اپنے بھائی کو پھل بیچا پھر اس کو آفت آگئی تو تمہارے لیے یہ حلال نہیں کہ اس سے رقم لو۔ (مسلم)

اسی طرح اگر بیمہ شدہ چیز کا کچھ نقصان نہیں تو کمپنی نے جو رقم وصول کی ہے وہ کیسے جائز ہوگی؟ فریقین خوف میں مبتلا رہتے ہیں کمپنی وصولی سے زائد ادائیگی کے خوف میں اور پالیسی لینے والا خوف میں کہ کسی وجہ سے ادائیگی نہ کر سکوں پھر کمپنی اس سے سودی کاروبار کرتی ہے یہ پالیسی لینے والا اس میں مددگار بنتا ہے۔

جرم رشوت!

عن ابی ھریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لعن اللہ الراشی والمرتشی فی الحکم (ترمذی) حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کے لیے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ لعنت کا حق دار کافر وفاسق ہوتا ہے، رشوت کا مادہ رشا ہے، اس رسی کو کہتے ہیں جو ڈول سے باندھ کر پانی نکالا جاتا ہے، صاحب اختیار سے اپنے حق میں فیصلہ کرانے کے لیے جو اس کو عطیہ دیا جاتا ہے اسے رشوت کہتے ہیں، رشوت معاشرہ کی تباہی کے لیے نہایت ہی خطرناک چیز ہے، قوم اخلاقی پستی کے گڑھے میں گر جاتی ہے، حرص ہوس کا دور دورہ ہو جاتا ہے، طمع ولالچ اخلاقی قدروں کو تباہ کر دیتا ہے، اخوت وہمدردی ختم ہو جاتی ہے، مال ودولت مطمع نظر ہو جاتا ہے، حق دار اپنے حق سے محروم ہو جاتا ہے، رشوت لینے والا سر عام سودا کرتا ہے، اپنے فرائض منصبی سے روگردانی کا مرتکب ہوتا ہے، دوسروں کی عزت نفس کو پامال اور حقوق غصب کرتا ہے، رشوت کبھی تحفہ کی صورت میں دی جاتی ہے کبھی اس کو اور نام دیا جاتا ہے مگر اس سے حقیقت نہیں بدلتی، جیسے شراب کا نام شربت وحوس رکھنے سے، رشوت حقوق کی پامالی اور دوسروں کا مال ناجائز کھانے کا ذریعہ بنتی ہے، رشوت دینے والا اگر حاکم سے کسی کا حق چھین کر اپنے لیے کراتا ہے تو یہ بھی لعنت کی لپیٹ میں آجاتا ہے، ہاں اگر مظلوم کو اس کا حق بغیر رشوت نہیں ملتا تو علماء نے مجبوری کی حالت میں اس کی اجازت دی ہے۔

حضرت مسروقؒ نے ایک مظلوم کی ابن زیاد سے سفارش کر کے اس کا حق دلایا تو اس نے ان کو ایک غلام تحفہ میں دیا مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور کہنے لگے کہ میں نے اپنے استاد حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے سنا تھا کہ جو کسی مسلمان کی ظلم روکنے میں مدد کرے پھر اس کو تھوڑا یا بہت دیا جائے تو یہ لینا حرام ہے وہ کہنے لگا کہ میرا تو خیال تھا کہ رشوت صرف حاکم کو دینے کا نام ہے، حاکم کے لیے بھی فیصلہ کرنے پر ہدیہ قبول کرنا حرام ہے، ہاں اگر اس سے پہلے ان کے درمیان بھائی چارہ کا معاملہ چلتا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(بقیہ صفحہ: 7)

تابناک اور پہلودار شخصیت

ڈاکٹر زاہد اشرف

دنیائے علم وعمل کا ایک اور ماہتاب غروب ہو گیا، شب دیجور کی تاریکی کچھ اور بڑھ گئی، تاریکیوں کے سائے کچھ اور دراز ہو گئے، اندھیروں کا تسلط کچھ اور بڑھتا دکھلائی دیا، عرفان کی ایک اور قندیل بجھ گئی اور ٹمٹماتی شعاعیں کچھ اور مدھم ہو گئیں، للّٰہیت کا ایک اور سوتا خشک ہو گیا اور روحوں کی تشنگی کچھ اور بڑھ گئی، عبدیت کا ایک اور روشن وجود لحد میں اتر گیا اور ہمارے اندر سرایت کرتی بے مقصدیت کچھ اور بے لگام ہونے لگی، خیر کا ایک اور مظہر آنکھیں موندھ گیا اور نیکیوں کا دائرہ کچھ اور سمٹ گیا۔ شرافت کا ایک اور پیکر ہم سے جدا ہو گیا اور ہمارے ماحول میں نجابتوں کی کچھ اور کمی وقوع پذیر ہو گئی۔ قحط الرجال کے جس عہد میں ہم جی رہے ہیں، مولانا معین الدین لکھویؒ جیسی شخصیت کا ہمارے درمیان سے اٹھ جانا، ہماری حرماں نصیبوں میں اضافہ کر گیا، وہ شخصیتیں جو کسی بھی معاشرے کا حسن کہلاتی ہوں اس کی زینت کو بڑھانے کا موجب ہوں اسکے وقار کی علامت ہوں اس کے تشخص کا عنوان ہوں اگر ان سے محرومی ہمارا مقدر بنتی چلی جائے تو یقین جانیے کہ اس معاشرے کی جڑیں کھوکھلی ہونے لگتی ہیں اس کی عالی شان عمارت کے در و بام لرزنے لگتے ہیں اور اس کی دیواروں میں دراڑیں پڑنے لگتی ہے۔

آج ہمارا المیہ یہی ہے کہ بلند و بالا شخصیات سے ہم محروم ہو چکے دُور کے اسلاف کو تو چھوڑیئے ہمیں اپنے قریبی اسلاف اور اپنے عہد کی جلیل القدر ہستیوں کا سا بھی کوئی اپنے اردگرد نظر نہیں آتا۔ ہمارے عہد کا المیہ ہی یہی ہے کہ جس شعبے کی جو بھی قابل ذکر ہستی ہم سے جدا ہوتی ہے اس پایے کی کوئی اور شخصیت اس کی جگہ لینے کے لیے موجود نہیں ہوتی، الا ماشاء اللہ یوں قحط الرجال بڑھتا جاتا ہے اور معاشرے کا وجود کھوکھلا ہوتا جا رہا ہے اسی لیے آج ہم بونوں کا تسلط ہر سُو دیکھ رہے ہیں۔

مولانا معین الدین لکھویؒ کی شخصیت تابناک بھی تھی اور پہلودار بھی۔ روشنیوں میں لپٹا ان کا وجود، اپنے ماحول کی ظلمتوں سے برسرِ پیکار رہا وہ اسلام کے داعی اور مبلغ بھی تھے اور نور اسلام ان کی شخصیت کی بدولت کفر پر خندہ زن رہا، وہ جس حلقے میں بھی جس منصب پر بھی فائز ہوئے جو پلیٹ فارم بھی ان کی دسترس میں آیا انہوں نے وہاں اسلام کی ترجمانی کا حق ادا کیا اس کی حقانیت کو ثابت کرنے کی جدوجہد کی۔ مولانا رحمہ اللہ بیک وقت دینی، روحانی اور سیاسی قائد تھے، اسلام ان کی تمام تر مساعی کا محور تھا، ان کے ہر فعل، ہر عمل، ہر کام اور ہر پلان پر اسی کی چھاپ نمایاں تھی۔ تدریس کے پیغمبری کام سے وابستہ تھے اس لیے ان کے بزرگوں نے نسل در نسل یہ عظیم کام کیا، تعلیمی و تربیتی مراکز قائم کیے اور پھر نسلوں نے اسی میں اپنی پوری عمر بتا دی۔ جامعہ محمدیہ ان کے اسلاف کی یادگار تھی انہوں نے اسی یادگار کو سنبھالا، پروان چڑھایا اور اسے عروج سے ہمکنار کیا، ان کی سرپرستی میں اس دینی درسگاہ نے مدارس دینیہ میں اپنا خاص مقام بنایا۔ یہاں علوم دینیہ کی تدریس کے ٹھوس نظام نے اسے ثقاہت بھی عطا کی اور قابل احترام مرتبے سے بھی نوازا، بے شمار جلیل القدر علماء اور ہمارے آج کے دور کے کئی ایک مستند اور قابل اعتماد اصحاب علم اسی درسگاہ کے تیار کردہ ہیں۔ مولانا معین الدین لکھویؒ روحانیت کے پیکر تھے، ان کی مادی وجود پر اسی کا غلبہ تھا وہ مادی تقاضوں سے بے خبر نہیں تھے لیکن انہوں نے ان سب کو روحانیت کے تابع کر رکھا تھا، وہ صبغۃ اللہ (اللہ کے رنگ) میں رنگے ہوئے تھے اسی لیے کہ ومن احسن من اللہ صبغۃ (اللہ سے بہتر رنگ اور کس کا ہوگا؟) وہ اسی روحانیت سے دوسروں کو بھی مستفید کرتے تھے، انہیں بھی اسی رنگ میں رنگنے کے لیے بے تاب رہتے اور کوشاں ہوتے تھے۔

ان کی روحانیت کا ایک پہلو روحانی علاج سے عبارت تھا وہ امراض و آلام میں مبتلا اور مصائب و مشکلات کے مارے ہوئے لوگوں کا قرآن و حدیث کی روشنی میں روحانی علاج بھی کیا کرتے تھے، انہیں نبوی سنت ﷺ کے مطابق دَم کرتے، تعاویذ کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے ان کی تکالیف کے ازالے کی سبیل تراشتے، ان کی زندگی کا یہ پہلو اس اعتبار سے بے پناہ خیر کا باعث تھا کہ وہ بفضلہ تعالیٰ لاتعداد ضعیف الاعتقاد لوگوں کو غلط راہوں کا راہی بننے سے روک لیتے، ان کے اعتقادی ضعف کو گمراہی میں تبدیل نہ ہونے دیتے، انہیں جعلی پیروں کے چنگل سے بچا لیتے، غیر متزلزل اعتقادی پختگی کی کوکھ سے جنم لینے والے اس طریق کار کی بدولت ان کا حلقہ اثر وسعتوں سے ہمکنار ہوتا رہا اور ان کی قدر و منزلت عوام الناس کے دلوں میں گھر کرتی چلی گئی۔ اسی قدر و منزلت نے سیاسی میدان میں بھی ان کے لیے کامیابیوں اور کامرانیوں کے راستے ہموار کیے، ان کی نیکی و پارسائی اور جذبہ خدمت خلق نے انہیں عوام الناس کا محبوب بنا دیا، وہ ہمارے مروجہ جمہوری عمل، جس میں شرافت و نجابت کو کم کم ہی جگہ مل پاتی ہے کے ذریعے بلند ایوانوں میں پہنچے، قومی اسمبلی کے رکن بنے اور وہ بھی بار بار۔ قومی مجرم

کے دور میں بھی کئی ایک نشستوں کی طرح ان کی نشست پر دھاندلی کی گئی اور سازشوں سے ان کی کامیابی کو ناکامی میں بدل دیا گیا۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں وہ مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے، مولانا علیہ الرحمہ نے اپنی پوری سیاسی زندگی میں نظریاتی سیاست کی اور اسکے لیے اپنے آپ کو وقف کیے رکھا، انہوں نے نفاذ اسلام کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا، انہوں نے اپنی جدوجہد سے ثابت کر دکھلایا کہ وہ حقیقی معنوں میں معین الدین ہیں وہ اُجلے دامن کے ساتھ مقتدر ایوانوں میں گئے اور جب واپس آئے تو یہ دامن اُجلا تر تھا۔ والد گرامی مولانا عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے خصوصی تعلقات تھے وہ جب بھی فیصل آباد تشریف لاتے تو ہمارے گھر ان کی آمد ضرور ہوتی۔ بالخصوص رمضان المبارک میں تو ان کی فیصل آباد تشریف آوری ایک معمول تھا، وہ اباجان علیہ الرحمہ کے ایک نہایت قریبی دوست اور واجب الاحترام ساتھی حاجی غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ (یونائیٹڈ اور کوثر ٹیکسٹائل ملز والے) کے ہمراہ تشریف لاتے، گاہے ان کے ساتھ حاجی غلام محمدؒ کے بھائی حاجی غلام رسول اور مولانا محمد یوسف انور بھی ہوتے تھے، ان ملاقاتوں میں مجھے تو مہمان نوازی کی سعادت حاصل ہوتی تھی لیکن ان حضرات گرامی کی باہمی گفتگو اسلام، ملکی سیاسیات، اصلاح معاشرہ اور دینی مدارس سے متعلقہ موضوعات کا احاطہ کرتی، ضیاء الحق مرحوم کے عہد میں نفاذ اسلام کا موضوع بالخصوص زیر بحث رہتا اور اس کے لیے منصوبہ بندی پر سوچ و بچار کیا جاتا۔ اباجان علیہ الرحمہ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد مولانا معین الدین لکھویؒ تعزیت کے لیے گھر پر تشریف لائے، طارق بھائی اور میں ان کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے تعزیتی کلمات ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ میں ان متشدد وہابیوں میں سے نہیں ہوں جو تعزیت کے موقع پر دعا کو جائز نہیں سمجھتے اگر یہ عمل محض رسم نہ بنا دیا جائے تو تعزیت کے وقت خلوص دل سے دعائے مغفرت کی جاسکتی ہے پھر انہوں نے دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور پوری عاجزی وانکساری کے ساتھ دیر تک اباجان علیہ الرحمہ کی مغفرت کے لیے دعائیں کرتے رہے۔ اہلحدیث مسلک سے وابستگی ہی نہیں، اس مسلک کی نمائندہ تنظیموں کے بلند تر مناصب پر فائز رہنے کے باوجود وہ فراخ دل بھی تھے اور وسیع المشرب بھی۔ ان میں مسلکی تعصب نام کو بھی نہیں تھا وہ شخصی اعتبار سے بھی پیکر جمال تھے، انکے اعمال سے بھی حسن کے سوتے پھوٹتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں، ان کی لحد پر نازل ہوں یہ جنت کا ٹکڑا بنے اور روز قیامت وہ دنیا سے کہیں زیادہ سرخ رُو اور کامران ٹھہریں، جنت الفردوس ان کا مسکن قرار پائے اور صلحاء واتقیاء اور شہداء وانبیاء کی معیت انہیں نصیب ہو۔ آمین

تاثرات

بشیر انصاری ایم اے۔ مدیر اعلیٰ ہفت روزہ "اہلحدیث" 106 راوی روڈ لاہور

دارالحدیث جامعہ الکمالیہ راجووال ضلع اوکاڑا کے مہتمم ہماری جماعت کے نہایت مخلص بزرگ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ جس خلوص نیت، جذبہ اور محنت سے جامعہ کے امور کی سرپرستی کر رہے ہیں اس کے اثرات نہایت حوصلہ افزا ہیں۔ مولانا موصوف سے ہمیں تیس سال سے نیازمندی کا شرف حاصل ہے۔ مولانا جب بھی لاہور، گوجرانوالہ تشریف لاتے، ملاقات کا موقع ضرور دیتے اور دارالحدیث کی نشاطات کا سن کر ہمیں خوشی ہوتی اور ہمیں اس مرکز شوق میں آنے کی دعوت بھی دیتے ہم کسی وقت حاضر ہونے کا وعدہ بھی لیتے۔ گزشتہ دنوں ان کی علالت کی خبر سنی تو انکی بیمار پرسی اور دارالحدیث دیکھنے کے لیے 17 نومبر 2011ء کو اپنے رفقاء کار کے ہمراہ راجووال حاضر ہوا۔

الہ آباد سے الحاج مولانا محمد اکبر سلیم رئیس مرکز ابن الخطاب اسلامی اور مولانا جابر حسین مدنی رئیس مرکز الاسلام (رینالہ خورد) بھی شریک سفر ہوگئے، جامعہ کے نائب مہتمم پروفیسر عبیدالرحمٰن محسن اور ان کے رفقاء نے جامعہ کے صدر دروازہ پر خندہ پیشانی اور گرمجوشی کے ساتھ ہمارا خیر مقدم کیا، مولانا یوسف صاحب سے ملاقات کر کے قدرے اطمینان ہوا کہ ان کی طبیعت اب روبصحت ہے۔ انہوں نے مجھے سینے سے لگایا اور میرا ہاتھ پکڑ کر دیر تک باتیں کرتے رہے اور ہماری حاضری پر بڑی خوشی کا اظہار کیا اور پروفیسر نے خاطر مدارات میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

بلاشبہ دینی مدارس اسلام کے قلعے ہیں جو اسلام کی تعلیمات، اس کے افکار و نظریات کی اشاعت، دعوت وتبلیغ اور درس و تدریس کا فریضہ انجام دینے کے ساتھ ساتھ ایسے رجال کار تیار کرتے ہیں جو راہ کی مشکلات کے باوجود کتاب و سنت کی شمع فروزاں رکھتے ہیں۔ دارالحدیث جامعہ کمالیہ بھی ایسے ہی جامعات میں منفرد حیثیت کا حامل ہے جو باسٹھ سال سے قرآن وسنت کی روشنی میں نسل نو کی تعلیم و تربیت میں مصروف ہے۔ سینکڑوں کی تعداد میں جامعہ سے فارغ التحصیل علماء ملک اور بیرون ملک دینی خدمت کا فریضہ احسن انداز سے سرانجام دے رہے ہیں۔ جامعہ کی برلب سڑک دو منزلہ خوبصورت مسجد کے مینار کئی میلوں سے دکھائی دیتے ہیں، جامعہ کو نہایت خوشگوار فضا، پرسکون ماحول اور جدید سہولیات سے آراستہ عمارت حاصل ہے، قابل اور محنتی اساتذہ کرام کمپیوٹر لیب، تصنیف وتالیف کا شعبہ اور عظیم لائبریری موجود ہے، جس سے علمی وتحقیقی کام کرنے

والوں کے لیے بڑا علمی ذخیرہ موجود ہے۔ پروفیسر عبیدالرحمٰن محسن جو کہ ایک فاضل شخصیت ہیں اور برصغیر میں تفسیری خدمات پر ڈاکریٹ کر چکے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہم یہاں علمی ریسرچ کے لیے سکالرز کی خدمات حاصل کرنے کا پروگرام رکھتے ہیں جو قرآن وحدیث کی روشنی میں جدید مسائل پر تحقیقی کام کریں گے اور لوگوں کی رہنمائی کریں گے۔ جبکہ مفتی حافظ عبدالستار الحماد رئیس الدارالاسات الاسلامیہ میاں چنوں ہر ہفتہ دو دن صحیح بخاری شریف کے اہم نکات پر روشنی ڈالتے ہیں، جامعہ میں طلبہ کے قیام وطعام، کتب اور علاج معالجہ کی سہولتیں موجود ہیں۔ حقیقی بات ہے کہ جامعہ کے جملہ شعبے دیکھ کر بے حد مسرت ہوئے اور دل سے دعا نکلی کہ مولانا محمد یوسف حفظہ اللہ کا یہ سینچا ہوا چمن زار سدا سرسبز و شاداب رہے اور جملہ منتظمین اور معاونین کی کاوشوں کو شرف قبولیت سے نوازے اور دارین میں اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

☆..........☆..........☆

حضرت الامیر کے لیے دعائے صحت

یکم فروری جامعۃ العلوم الاسلامیہ گلشن راوی لاہور کے طلبہ کا ایک ہنگامی اجلاس قاری محمد عزیز احمد کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں حضرت الامیر پروفیسر ساجد میر کے لیے دعائے صحت کی گئی، اللہ تعالیٰ ان کا سایہ جماعت پر قائم رکھے اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم کو بھی سلامت رکھے، اللہ تعالیٰ تمام علمائے دین کی زندگی میں برکت عطا فرمائے اور جو بزرگ علماء اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں مولانا معین الدین لکھویؒ، ولی کامل حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ، مولانا حافظ سعیدؒ کوٹرادھا کشن، مولانا محمد یحییٰ شرقپوریؒ کی اہلیہ ودیگر فوت شدگان کی بخشش فرمائے۔ آمین

(قاری جاوید اقبال، 79/ الیف گلشن راوی لاہور)

ضرورت ہے!

شعبہ حفظ القرآن کے لیے 1 عدد قاری کی ضرورت ہے، تجربہ کار کو ترجیح دی جائے گی، ملاقات سے پہلے وقت طے کرلیں درج ذیل نمبر پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ (حافظ محمد مسعود سلفی، کوٹلی لوہاراں مغربی تحصیل وضلع سیالکوٹ 0303-4738638)

آہ! ماسٹر محمود احمد بھی داغ مفارقت دے گئے!

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ﴾ موت ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس سے کسی بشر کو مفر نہیں۔ ویسے تو کوئی بھی انسان گناہوں سے مبرا نہیں ماسوائے انبیاء علیہم السلام کے لیکن اللہ کے فرمان کے مطابق ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ اصل کامیابی یہ ہے کہ انسان جہنم کی آگ سے بچ جائے اور جنت الفردوس کا مستحق ٹھہرے۔ جبکہ انسانی زندگی کا مقصد بھی یہی ہے کہ انسان دنیاوی زندگی میں نیکیوں کا ذخیرہ جمع کرے تاکہ جب اسے موت آئے تو اس کا خالق و مالک اپنے بندے پر راضی ہو اور ﴿يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ﴾ کی صدا آئے۔

بعض اموات ایسی ہوتی ہیں جو کسی خاص تعلق کی بناء پر انسان کو نڈھال کر جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ خبر بھی انتہائی دکھ اور حزن وملال کے ساتھ پڑھی جائے گی کہ ولی کامل حافظ محمد یحییٰ عزیز میر محمدیؒ کے نواسے اور فضیلۃ الشیخ قاری محمد ابراہیم میر محمدی کے بڑے بھائی ماسٹر محمود احمد داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. مرحوم کی شخصیت محتاج تعارف نہیں، آپ ایک متحمل المزاج، صوم وصلوٰۃ کے پابند اور شریف الطبع انسان تھے، آپ کی تعلیمی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، مرحوم کی نماز جنازہ انکے چھوٹے بھائی قاری صہیب احمد میر محمدی نے نہایت رقت آمیز انداز میں پڑھائی، جبکہ دوسری نماز جنازہ حافظ مسعود عالم نے پڑھائی

نماز جنازہ میں صاحبزادہ حافظ محمد اسماعیل عزیز میر محمدی، قاری عزیز احمد، مولانا محمد شریف فیصل آبادی، قاری سلمان احمد، ڈاکٹر محمد یونس، ڈاکٹر حسن مدنی، مولانا انس مدنی، قاری احسان الٰہی، پروفیسر مزمل احسن شیخ، ڈاکٹر راشد رندھاوا، قاری محمود احمد، قاری خالد مجاہد، مولانا عبدالقیوم غزنوی، حافظ محمد طارق، مولانا اسحاق حقانی، قاری ظفر، کلیم الرحمٰن شاہ، قاری اسلم ثاقب، قاری اسماعیل، ماسٹر احمد علی، ماسٹر مسعود احمد، ماسٹر مشتاق احمد، ماسٹر نصیر احمد، ماسٹر ریاض احمد، ماسٹر سلیم احمد، ماسٹر عبدالجبار، ماسٹر ظفر اقبال، رائے طارق، ماسٹر طارق جاوید، قاری محمد اسحٰق، قاری بشیر عاجز، حاجی عبدالرحمٰن، قاری احمد علی، محمد اسحٰق بھٹی، محمد عظیم بھٹی نوید صدیق بھٹی، مدثر سہیل بھٹی، ناصر بھٹی حافظ نعمان مسعود، حافظ عثمان مسعود ودیگر علمائے کرام، طلبہ اور احباب جماعت نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ مرحوم نے لواحقین میں 5 بھائی، عمر رسیدہ والدہ، 4 بیٹے حافظ سعد، حافظ سعود، حافظ سہیل، حافظ اسد، 2 بیٹیاں حافظ قرآن اور ایک بیوہ سوگوار چھوڑے ہیں۔

علماء وقارئین سے دردمندانہ التماس ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ مرحوم کی تعلیمی خدمات کو قبول فرمائے اور ان کی بشری لغزشوں سے درگزر فرما کر جنت الفردوس عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(دعا گو: وقار عظیم بھٹی میر محمدی 0300-4184081)

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون مدیر مسئول (042) 5854010
فون مدیر اعلیٰ 6581025 (042) تنظیم اھلحدیث
C.P.L - 104

☆ خوشخبری ☆
جامعہ اہلحدیث لاہور کا
سعودی جامعات سے الحاق

سلف صالحین کے طریق کار کا علمبردار

☆ رئیس الجامعہ ☆
حافظ محمد جاوید روپڑی

جامعہ اہلحدیث لاہور

تعارف

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور الحمد اللہ اپنے تعلیمی معیار اور قابل اساتذہ کے لحاظ سے انفرادی حیثیت کا حامل ہے۔ جس میں 25 قابل اور محنتی اساتذہ تعلیمی فرائض سرانجام دینے پر مامور ہیں۔

قائم کردہ

حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی ، خطیب پاکستان حافظ محمد اسماعیل روپڑی ورئیس المناظرین حضرت مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی

تاسیس اول: 1914ء شہر روپڑ ضلع انبالہ   تجدید تاسیس: 1949ء لاہور

شعبہ جات

جامعہ ہذا نو شعبوں پر مشتمل ہے۔ 1۔ تحفیظ القرآن الکریم ، 2۔ درس نظامی ، 3۔ وفاق المدارس السلفیہ ، 4۔ دار الافتاء ، 5۔ تصنیف والتالیف 6۔ فن مناظرہ ، 7۔ دعوت والارشاد ، 8۔ کمپیوٹر لیب ، 9۔ طب اور اسکے ساتھ ساتھ ایف اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست۔

سعودی جامعات میں داخلے

جامعہ اہلحدیث سے کے طلباء کے لیے سعودی جامعات میں حصول تعلیم کے مواقع۔

وظائف

ہر ماہ طلباء کے لیے معقول وظائف

سالانہ اخراجات

جامعہ کا سالانہ خرچہ جس میں طلبہ کے قیام وطعام ، ادویات ، صابون ، اساتذہ کرام وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 71 لاکھ 69 ہزار 756 روپے بنتا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔

تعمیری منصوبہ

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ احباب کے تعاون سے بیسمنٹ گراؤنڈ فلور اور فرسٹ فلور پر تدریسی ورہائشی بلاک ، کچن اور ڈائننگ ہال تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جبکہ مزید دو فلور کی اشد ضرورت ہے جس کا تخمینہ تقریباً 80 لاکھ ہے۔

اپیل: یہ تمام کام اللہ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے جاری ہیں اسلئے مخیر حضرات بڑھ چڑھ کر تعاون کا سلسلہ جاری رکھیں۔

☆ ☆ ☆

ترسیل زر کا پتہ
اکاؤنٹ نمبر 7066 یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ برانڈرتھ روڈ لاہور پاکستان

منجانب: حافظ عبدالغفار روپڑی ناظم اعلیٰ جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور دفتر نمبر: 0423-7656730 موبائل: 0300-9476230